الانسان لفی خسر

شعور کا ترجمان

العصر

پشاور پاکستان

ماهنامه

جون ۱۹۹۹ء صفر ۱۴۲۰

مدیر مسئول

مفتی غلام الرحمن

Scanned with CamScanner

جامعہ عثمانیہ پشاور کا ترجمان

ماہنامہ العصر پشاور

جلد نمبر ۵ شمارہ نمبر ۶

مجلسِ ادارت سر پرست: شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہ
پی ایچ ڈی مدینہ منورہ

مدیرِ مسئول: مفتی غلام الرحمٰن ۰ نائب مدیر: مولانا ذاکر حسن نعمانی

جون ۱۹۹۹ء صفر ۱۴۲۰ھ

اس شمارے میں

چند تجاویز نصاب کمیٹی وفاق المدارس العربیہ پاکستان	اداریہ	۲
میں نے دھماکہ ہوتے دیکھا	جاوید چودھری	۲۶
دار الافتاء	مفتی غلام الرحمٰن	۳۵
اخبار الجامعہ	مولانا تحمید اللہ	۳۸

بدلِ اشتراک

فی پرچہ: ۱۰ روپے
سالانہ اندرونِ ملک: ۱۰۰/=
بیرونِ ملک: ۲۰ ڈالر

رابطہ

فون دفتر: ۰۹۱-۲۷۳۵۶۱۱

خط و کتابت

ماہنامہ العصر پوسٹ بکس ۱۲۰۹
جامعہ عثمانیہ پشاور کینٹ پاکستان

ترسیلِ زر

ماہنامہ العصر اکاؤنٹ نمبر ۷۸۰
یونائیٹڈ بینک
سنہری مسجد روڈ پشاور صدر

پبلشر

مفتی غلام الرحمٰن

مقام اشاعت: جامعہ عثمانیہ
عثمانیہ کالونی نوتھیہ روڈ پشاور صدر
پرنٹرز۔ وحدت پرنٹرز پشاور

العصر اور آپ کی ذمہ داری

جن حضرات کی رکنیت کا ایک سال پورا ہو رہا ہے۔ ان سے درخواست ہے کہ نئے سال کے اپنا چندہ مبلغ =/۱۰۰ روپے) سالانہ مقامی نمائندگان کے ذریعہ یا بذریعہ منی آرڈر دفتر العصر کو بھیج دیں تاکہ اس گرتور مہنگائی۔ ناموافق فضا اور ابتدائی حالات کے ہوتے ہوئے اپنا خوشگوار سفر جاری و ساری رکھ سکے۔

چندہ کے اختتام پر اطلاع دینے کے باوجود کسی رکن کی طرف سے زرتعاون موصول نہ ہو (وی۔ پی) بھیجا جائے گا۔ جس کا وصول کرنا رکن کا اخلاقی اور مذہبی فریضہ ہے۔

ادارہ العصر کے نمائندگان حضرات

1- خان بادشاہ:- سٹور سپروائزر چراٹ سیمنٹ فیکٹری پوسٹ بکس 28 ضلع نوشہرہ
2- مولانا فصیح الرحمان صاحب:- A/229 بلاک اے شیرشاہ کالونی کراچی 28
3- مولانا مفتی محمد کیش:- منیر برادرز نیو روڈ منگورہ سوات
4- مولانا ضیاء الرحمان:- حبیب جنرل سٹور جان مارکیٹ دو بندی بازار۔ ...ضلع نوشہرہ
5- شاہ نواز صاحب:- گاؤں بامڑہ میر خان ڈاک خانہ سرائے نمبر ... ضلع ہری پور ہزارہ
6- حمید خان و ظاہر شاہ:- پاکستان ٹوبیکو کمپنی اکوڑہ خٹک ریڈ شفٹ خوشحال گروپ ضلع نوشہرہ
7- مولانا شمشاد علی صاحب:- ناظم اعلیٰ دار العلوم سعیدیہ اوگی ضلع مانسہرہ۔
- قاضی محمد طیب:- مقام عمرزئی ضلع چارسدہ
- جناب غنی الرحمان:- غنی فوٹو سٹیٹ مل روڈ مردان
- مولانا خلیل اللہ حقانی:- مقام روپ کنی تحصیل الائی ضلع بٹ گرام
- مولانا خواجہ عبدالماجد صدیقی:- خانیوال ایک مینار والی مسجد
- مولانا مفتی محمد زرین شاکر خطیب جامع مسجد صدیق اکبر محلہ پٹھان: حیدر آباد
- حاجی محمد حسین۔ حسین انٹرپرائزز ڈھیری باغبانان پشاور
- مفتی دلبر شاہ۔ مدرسہ عربیہ انصار الاسلام پنڈی روڈ چکوکل
- قاری ولی اللہ۔ خطیب (پی ٹی ڈی) پشاور

صدائے عصر

مدیر مسئول

چند تجاویز

برائے

اجلاس نصاب کمیٹی وفاق المدارس العربیہ پاکستان

۹، ۱۰، ۱۱ جون ۱۹۹۹ء بروز بدھ جمعرات جمعہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی نصاب کمیٹی کا اجلاس دار العلوم ربانیہ لوئر مال مری ضلع راولپنڈی میں منعقد ہوا۔ جس میں پورے ملک سے کمیٹی کے ممبر شریک ہوئے۔ العصر کے مدیر اور جامعہ عثمانیہ کے مہتمم نے بھی بحیثیت رکن شرکت کی۔ جامعہ کی تعلیمی کے مشورہ کے نصاب پر نظر ثانی کے لئے جو تجاویز تیار کی گئی تھیں جن پر دوران اجلاس بحث مباحثہ بھی ہوا اور اکثر تجاویز منظور بھی ہوئیں۔ افادہ کی خاطر شائع کی جارہی ہیں۔

کسی نصاب کو کامل و مکمل کہہ کر ہمیشہ کیلئے قابل عمل ہونے کا دعوی کرنا مشکل ہے۔ نصاب اگر عصری تقاضوں، حالات اور ماحول کو مدنظر رکھ کر مرتب کیا جائے تو اس کے فوائد زیادہ ہوتے ہیں اور متعلقہ علم سمجھنے میں آسانی رہتی ہے۔ نصاب میں جتنا غور و خوض کر کے واضافہ کیا جائے۔ اتنا ہی نصاب جان دار اور مستحکم رہتا ہے۔ یہ کوئی عیب نہیں کہ ایک کتاب کا اگر کسی وقت ایک درجہ میں اضافہ ہو لیکن تجرباتی مراحل سے گزرنے کے بعد یہ کتاب نکالی جائے۔ یا درجہ تبدیل کر کے آگے پیچھے کی جائے تو اس کے فوائد زیادہ رہیں گے۔ کسی تجربہ سے گزر کر دوبارہ اس کا تجربہ کرنا تضیع اوقات کے مترادف ہے۔

ہمارے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا موجودہ نصاب تمبر ۱۹۸۲ء سے یعنی ...سالوں سے مروج ہو کر مختلف اوقات میں اکابر کی توجہات سے ترمیم و اضافہ کا شکار رہا ... اب تک نتائج حوصلہ افزاء ہیں۔ لیکن بحیثیت نصاب یہ اب بھی توجہات کا محتاج ... اور اس کے نتائج و فوائد کو مزید ثمر آور بنانے کے لئے اس پر غور و خوض کی ضرورت ...

... کے مروجہ نصاب کے بارے میں دو قسم کی تجاویز دی جاتی ہیں

... مروجہ نصاب میں ان کتب کا اضافہ ضروری ہے جن کے پڑھنے سے رسوخ فی العلم کا ... کیا جاتا ہے۔ اس میں ان قدیم کتب کی فہرست شامل ہے۔ جو عرصہ دراز سے ... العلوم دیوبند اور اس کے خوشہ چین مدارس میں پڑھائی جاتی رہیں خاص کر معقولات کی ... کتابیں جو موجودہ دور میں بے فائدہ قرار دی جارہی ہیں۔ اس تجویز میں کچھ کتب کی ... اور کچھ کتب کا اضافہ یا درجات میں تبدیلی یا مقدار خواندگی کے تعین میں متعدد آراء اور تجاویز شامل ہیں۔

... دوسری رائے عصری علوم کی ضرورت کا احساس ہے اور یہ تجویز دی جارہی ہے کہ ... مدارس عربیہ کے فضلاء کو معاشرہ میں جن مشکلات اور مسائل کا سامنا ہوتا ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ عصری علوم نصاب میں رکھے جائیں تاکہ مدارس عربیہ کا پڑھا ہوا طالب علم عصری ذہنوں کا مقابلہ کر سکے۔

پہلی تجویز کی تفصیل۔

پہلی تجویز کی تفصیل کے لئے ہمیں وفاق المدارس کے نصاب پر ایک طائرانہ نظر ڈال کر ہر ... فن کی کتب کو دیکھنا ہوگا کہ آیا ان کتب سے مطلوبہ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے یا نہیں اگر ... کتاب اس میدان میں ہماری رہبری و رہنمائی سے قاصر ہے تو اس کے متبادل کونسی کتاب اختیار کرنے سے وہ فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔

علم نحو

علوم عربیہ میں نحو کی اہمیت کسی بیان کی محتاج نہیں - ہمارے موجودہ نصاب میں علم نحو کا
نصاب چار سالوں پر محیط ہے - یعنی

درجہ اولی میں نحو میر (میر سید شریف الجرجانی) یا علم النحو (مولانا مشتاق احمد چرتھاولی)

مأۃ عامل منظوم (عبدالقاہر جرجانی ۴۷۱ھ)

شرح مأۃ عامل بالترکیب (ملا محمد صادق م ۱۱۹۰ھ)

درجہ ثانیہ ہدایۃ النحو شیخ ابو حیان نحوی م ۷۴۵ھ)

درجہ ثالثہ کافیہ امام جمال الدین ابن حاجب م ۶۲۰ھ

شرح جامی حث فعل مولانا شیخ عبدالرحمن جامی م ۸۵۰ھ

یا شرح ابن عقیل علی الفیہ ابن مالک امام عبداللہ بن احمد ابن عقیل م ۷۹۹ھ

درجہ رابعہ

شرح جامی تا مبحث مولانا عبدالرحمن جامی) م ۸۵۰ھ

چار سال کی لمبی مدت پر مشتمل علم نحو کے نصاب میں کافی اہم کتابیں رکھی گئی ہیں - ان کتابوں کے پڑھنے سے علم نحو کے مسائل سے کافی حد تک واقفیت حاصل ہو جاتی ہے - لیکن عبارت کی تصحیح میں خاصی دقت محسوس ہوتی ہے - اس کی وجہ یہ ہے کہ نحو میر اور ہدایۃ النحو سے تو اصل مسائل سے طالب علم کی واقفیت مقصود ہوتی ہے لیکن آگے جا کر کافیہ اور شرح جامی میں جا کر زیادہ تر قیل و قال کا باب کھلتا ہے - جس میں صرف علم نحو نہیں بلکہ کئی علوم کی مباحث شروع ہو جاتی ہیں - بسا اوقات خارجی مباحث میں پھنس کر اصل مسئلہ نظر سے غائب رہتا ہے - ان چار سالوں میں کوئی موقع ایسا نہیں جہاں طالب علم کو مشق کرا کے اس کی استعداد بڑھائی جائے - کتابیں پڑھاتے وقت استاذ کے سامنے کوئی ایسا لائحہ عمل نہیں ہوتا جس پر چلتے ہوئے وہ گزشتہ اسباق کی تمرین عبارت یا جملوں میں کرائے - ہمارے

... میں استاذ کی ایک خاصی لمبی تقریر ہوتی ہے جو طلباء کو وقت گزاری کرنی پڑتی ہے
... کی قسم کی قابل قبول نہیں ہوتی - یہ خاص تقریر استاذ کی ذاتی شہرت ہوتی ہے
... طریقہ مجبوراً اختیار کرنا پڑتا ہے - حالانکہ اس میں محنت زیادہ اور فائدہ کم ہے
... کے لئے اگر موزوں نصاب ہو تو چار سال کی جگہ تین سال میں اس سے زیادہ
... ممکن ہے اگرچہ سردست علم نحو کی ان تمام کتابوں کی تبدیلی مشکل ہے اس
... کے ساتھ علوم النحو الواضح کے مطالعہ کے مشورے سے نصاب میں تبدیلی کے آثار
... ہیں - تاہم ہم آگے چل دو سال میں درجہ اولی کے لئے نحو میر کے متبادل کسی
... کے بارے میں سوچنا چاہیے جس میں فن کے مسائل پر ایسے انداز میں بحث ہو
... کے ذریعے متعلقہ مباحث کے بارے میں استعداد پیدا ہو اگر نحو میر اور ہدایۃ النحو
... کی کتابیں لائی جائیں تو کافیہ یا شرح جامی کے متبادل اگر کتابیں میسر نہ بھی ہوں تو
... تدریس میں غیر اختیاری طور پر تبدیلی آئے گی - استاذ کی یہ مجبوری ہوگی کہ
... میں تحقیق کا دائرہ فن کے مسائل تک محدود رکھے گا - علم نحو کے مروجہ نصاب
... سے قریب ترین کتاب نحو میر ہے - جس کی وفات آٹھ سو سولہ ہجری میں ہے -
... سال سے زائد بنتی ہے) جبکہ کافیہ آٹھ سو سال قدیم دور کے نصاب کی یادگار
... کہ نصاب میں جب ایسی کتابیں ہوں گی جن میں ماحول اور اردگرد کے
... ہوں گے تو طالب علم انہیں آسانی سے سمجھ سکے گا -

... ف -

... علم صرف بھی علوم دینیہ میں ایک اہم فن شمار ہوتا ہے - مروجہ نصاب کی
... ذیل ہے -

... الصرف - مولانا عبدالکریم

... مولانا محمد بن مصطفی ابن الحاج حسن المتوفی ۹۱۱ھ

(ب) ~~شعب~~

(ج) صرف میر میر سید شریف الجرجانی التوفی ۸۱۶

یا علم الصرف سہ حصص - مولانا چر تھالوی

(د) تمرین صیغ (خاص کتاب نہیں پائی جاتی)

درجہ ثانیہ

علم الصیغہ (مفتی عنایت احمد التوفی) ۱۲۷۷ھ

خاصیات ابواب از فصول اکبری (قاضی محمد اکبر التوفی) ۱۰۰۹ھ

یا علم الصرف حصہ چہارم (مولانا چر تھالوی)

علم صرف چونکہ محدود مسائل کا حامل ہے اس لئے فن مروجہ نصاب میں دو سال تک محد[illegible] رکھا گیا ہے دو سال بھی اس کے لئے کافی ہے بشرطیکہ نصاب کی کتابوں میں یکسانیت اور ہم آہنگی ہو - تجربہ سے ثابت ہے کہ جہاں کہیں ماہر فن سے یہ کتابیں پڑھی جائیں تو اس میں کافی ملکہ پیدا ہوگا لیکن جہاں تک کتاب سے طلباء کی استعداد بننے کا مسئلہ ہے تو وہ مشکل ہے صرف "علم الصرف" میں طلباء سے تمرینات کرانے سے فائدے کی توقع ہے دوسری کتابوں میں استعداد بنا صرف کتابوں سے مشکل ہے اس کے لئے بھی یہی تجویز دی جاتی ہے کہ ارشاد الصرف یا زرادی وز نجانی کے قواعد و مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے - آسان لہجہ میں کوئی ایسی کتاب ہو جس میں قواعد کے اجراء کے لئے تمرینات ہو جہاں استاذ ایک بحث ختم کرے تو آگے امثلہ میں اس بحث کے مسائل کا اجراء ہو آگے چل کر ابن حاجب کی "شافیہ" سے بھی استفادہ ممکن ہوگا ورنہ ایسی صورت میں مروجہ کتابوں کا جو ڈھنگ ہے اس سے عام انداز تدریس کے ذریعے استعداد بنا مشکل ہے - یوں اگر محنت ہو تو اس سے ہمیں ایک دو[illegible] فائدہ بھی حاصل ہو سکتا ہے کہ تمرین صیغ کے لئے جو ایک گھنٹہ مختص کیا گیا ہے - وہ فارغ ہو جائے گا جو ہم دوسرے مواد کے لئے بروئے کار لا سکتے ہیں - موجودہ نصاب میں ایک اہم[illegible]

وجب تک علم صرف میں مکمل مہارت نہ ہو تو تمرین صیغ اس کے لئے مشکل ہوتی ہے جبکہ عام مدارس میں اس کا اہتمام بھی نہیں ہے -

علم فقہ

مروجہ نصاب میں علم فقہ کا نصاب کافی طویل ہے - لیکن فقہ کی اہمیت اور معاشرتی زندگی میں ضرورت کے پیش نظر یہ بڑی توجہ کا محتاج ہے - زیر نظر نصاب میں متوسطہ میں دینیات کے نام سے تعلیم الاسلام یا بہشتی گوہر پڑھائی جاتی ہے - یہ بھی در حقیقت فقہ ہے - لیکن آگے جاکر درجہ اولیٰ میں فقہ کی کوئی کتاب نہیں پائی جاتی ہے بلکہ فقہ درجہ ثانیہ سے شروع ہوتا ہے جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے -

درجہ ثانیہ - قدوری کامل ابو الحسن احمد بن محمد قدوری م ۴۲۸ھ

درجہ ثالثہ - کنز الدقائق ابو البرکات عبداللہ بن احمد محمود نسفی م ۷۰۴ھ

درجہ رابعہ شرح وقایہ اولین عبیداللہ بن مسعود صدر الشریعہ حنفی ۷۴۳ھ

یا

الاختیار

درجہ خامسہ - ہدایہ ج ۱ برھان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی م ۵۷۳ھ

درجہ سادسہ ھدایہ ج ۲ برھان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی م ۵۷۳ھ

درجہ سادسہ سراجی شیخ سراج الدین سجاوندی

درجہ سابعہ ھدایہ ج ۳، ج ۴ برھان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی ۵۷۳ھ

موجودہ نصاب کی بڑی خامی یہ ہے کہ اس میں اکثر کتابوں کے مسائل میں تکرار ہے - ہم دیکھتے ہیں کہ جو مسائل طلبہ قدوری میں پڑھتے ہیں - وہی مسائل کنز شرح وقایہ اور ھدایہ میں دھرائے جاتے ہیں اور یہ صرف عبادات یا خاندانی مسائل تک محدود ہے - جبکہ معاملات سے عموماً فضلاء ناواقف رہتے ہیں - عبادات یا خاندانی معاملات میں بھی اس نصاب

[illegible] ہوتا ہے۔ [illegible]

محسوس کرتے ہیں۔ بلکہ قدوری سے علم فقہ کی ابتدا ہوتی ہے طلباء [illegible]

کہ یہ کتاب مشکل ہے مزید یہ کہ مکمل قدوری پہلے سال میں [illegible]

ہے۔ اس لئے فقہ کے بارے میں درج ذیل تبدیلی ہو جاتی ہے

(۱) قدوری سے پہلے دو چھوٹی کتابیں ([illegible]) پڑھائی جائیں تاکہ [illegible] ہو کر آگے قدوری کا سمجھنا آسان رہے۔

(۲) فقہ کے مباحث و مسائل وقت گزرنے سے بہت تبدیل ہو گئے ہیں۔ [illegible] مسائل متاثر ہوں وہ دوسری کتابوں یا فتاوی سے معلوم کئے جائیں اس لئے اس میں کچھ [illegible] کی تجویز ہے کہ جائے قدیم کتابوں سے استفادہ زیادہ مفید ہے۔

(۳) شرح وقایہ میں عموماً عبادات کا حصہ پڑھایا جاتا ہے۔ کتاب لمبی ہے اور آسان بھی ہے اس کی جگہ اگر کنز آخیر رکھی جائے تو اس سے زیادہ فائدہ کی توقع ہے۔ اور اگر کنز [illegible] اس سے طلباء کو معاملات کے سمجھنے میں آسانی رہے گی۔ آگے جا کر ہدایہ میں معاملات نسبتہ [illegible] گی۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ شرح وقایہ اولین کی جگہ شرح وقایہ آخرین رکھی جائے۔ قدوری اور کنز پڑھنے کے بعد شرح وقایہ اولین کی ضرورت نہیں رہتی۔

تفسیر و حدیث

دونوں علوم مقاصد ہیں۔ ان پر جتنی توجہ دی جائے وہ کم ہے۔ تاہم یہ خوشی ہے کہ وفاق کے موجودہ نصاب میں اس پر کافی توجہ دی گئی ہے۔ تمام درجات میں حدیث و تفسیر کسی نہ کسی درجہ میں رکھنا خود ان علوم کا حق ہے۔ اور ان سے وفاداری کی دلیل ہے۔

البتہ حدیث کے بارے میں اگر مناسب ہو تو عالیہ کا تعلیمی دورانیہ دو سال کی جگہ تین سال کا ہونا چاہیے یا کتابیں کم کر کے کچھ کتابیں موقوف علیہ کے ساتھ رکھی جائیں۔ اس سے حدیث کی کتابوں پر پوری توجہ دی جائے گی علم حدیث کے بارے میں جس ضرورت کا احساس ہے۔

[illegible] تحقیق کے [illegible]

[illegible]

[illegible] کے بعد [illegible] سے جاتے ہیں۔

[illegible] (۱) [illegible]

[illegible] کی [illegible] ہے:

[illegible] (ڈاکٹر عبد الرزاق [illegible])

[illegible] (محمد [illegible] المصری)

[illegible] (مولانا سید ابو الحسن علی ندوی)

[illegible] (عبد الماجد ندوی)

[illegible] (مولانا [illegible] علی) ۱۴۲۳ھ

[illegible] (مولانا عبد الماجد ندوی)

مقامات حریری (دس مقالے) ابو محمد قاسم بن علی حریری م ۵۱۶ھ

[illegible] (مولانا محمد رابع حسنی ندوی)

[illegible] (کامل [illegible] ۳۵۴ھ)

[illegible] ابو طیب احمد بن حسین

[illegible]

Scanned with CamScanner

اکائی-احمد بن عباد بن شعیب، ۸۵۸ھ

لغۃ عربی پر توجہ بلاشک علوم عربیہ کی بنیاد ہے-اگر لغت دانی نہ ہو تو قرآن وحدیث کا
مشکل ہے-اس میں کوئی شک نہیں کہ لغۃ عربی پر توجہ اس لئے دی جاتی ہے کہ قرآن
حدیث کو آسانی سے سمجھا جائے-اس کے لئے قدیم لغت یعنی لغت فصحی کی تعلیم دی
-جدید عربی سمجھنے سے قرآن وحدیث کا سمجھنا مشکل ہے-لیکن اس میں ہماری بڑی کمزوری
ہے کہ لغت عربی پڑھنے کے باوجود ہم عربی میں تکلم کی قدرت سے محروم رہتے ہیں
کتاب لکھنا بسا اوقات کوئی مسئلہ نہیں ہوتا ہے-لیکن دو منٹ عربی میں لب کشائی کو دریا
سر کرنے کے مترادف ہوتا ہے-اسمیں مروجہ نصاب کی کوئی کمزوری نہیں بلکہ انداز
تدریس کی کمزوری ہے-اس کمزوری کے ازالہ کا بہترین تجویز تعلیمی ماحول کو سازگار
-یعنی مدرسہ کے اندرونی ماحول کو عربی تکلم کا بنایا جائے ابتداء میں یہ کوشش مشکل ہے
تاہم اگر وفاق فوقانی درجات سے شروع کر کے ایک ایک درجہ کو امتحانی جوابات عربی
لکھنے کا پابند بنائے-تو اس سے ماحول بنانے میں آسانی ہوگی- جب طلبہ عربی میں جواب
کے پابند ہوں گے تو اس سے طلبہ میں سیکھنے کا جذبہ پیدا ہوگا-ایسا ہی فوقانی درجات سے
شروع کر کے ایک دو کتابوں کی تدریس عربی میں ہو-آہستہ نیچے اترتے ہوئے چند سال
کے بعد پورے مدرسہ کا ماحول عربی مکالمہ میں تبدیل ہوگا-یوں حجاب اٹھتے ہوئے
مکالمہ یا عربی بولتے وقت کوئی دقت محسوس نہیں ہوگی-اگرچہ اس میں کیسٹ کا استعمال
رہتا ہے-لیکن مدارس کا ماحول اس کی لئے موزوں نہیں-اس سے آگے جا کر کئی خرابیاں
ہو سکتی ہیں-

ایک دوسری کمزوری خود ادب عربی کی تاریخی حیثیت سے ناواقفیت بھی ہے
کوئی ایسی کتاب نہیں پائی جاتی جس میں ادب عربی کی تاریخی حیثیت سے بحث ہو-اگر
رابعہ میں مقامات کے ساتھ تاریخ ادب عربی للزیات یا جواہر الادب جیسی کتاب رکھی

...سے استفادہ متوقع ہے تاہم ایسی صورت میں متعلقہ پرچہ کے نمبرات تقسیم ہونے
...ہر ایک کتاب کے الگ نمبر ہوں-تاریخ ادب عربی کیلئے مستقل جگہ دینے کی
...صورت میں اس کے بیس نمبر ہوں تو پھر بھی کافی ہے-ایسا ہی مرسلہ تجاویز میں جہاں معلم
...کی عبارت میں انغلاق کی شکایت کی گئی ہے اور اس کی جگہ "عربی کا معلم" متبادل طور پر
...کرنے کی سفارش کی گئی ہے یہ تجویز قابل غور ہے-اس سے زیادہ استفادہ کا امکان ہے

اصول فقہ

درجہ ثالثہ:-اصول الشاشی (ابو ابراھیم اسحاق بن ابراھیم الشاشی) ۳۴۴/۵۷ھ

درجہ رابعہ:-نور الانوار تا قیاس (الشیخ احمد بن ابی سعید ملا جیون) ۱۱۰۵/۴ھ

درجہ خامسہ:-نور الانوار باب القیاس مع حسامی تا قیاس ابو عبداللہ حسام الدین محمد بن محمد عمر
۶۴۴ھ

درجہ سادسہ:-توضیح تا مقدمات اربعہ (صدر الشریعۃ عبیداللہ بن مسعود ۷۴۳ھ)
تلویح تا بحث "خاص" سعد الدین تفتازانی-۷۹۲ھ

اصول فقہ در حقیقت قرآن وحدیث سمجھنے کا بنیادی ذریعہ ہے-اس سے طالب پر اپنے
مذہب کی خوبیاں کھلتی ہیں-اور جزئیات کے استنباط میں ایک علمی ذوق اور ملکہ پیدا ہوتا ہے-
مسائل فقہ پڑھاتے وقت جب اصول فقہ مدنظر ہو تو اس کے اثرات زیادہ اچھے ہوتے ہیں
لہذا اصول فقہ کا نصاب چار سالوں پر حاوی رکھنا مناسب ہے-
تاہم اس میں اصول الشاشی سے فن کی ابتداء مشکل ہے-کیونکہ اصول الشاشی سے ابتداء
...توں کی وجہ سے طلباء دقت محسوس کرتے ہیں-پہلی چیز کتاب میں اصول و قواعد اور فوراً
...ان پر تفریع سے مسئلہ مشکل رہتا ہے-اس لئے پڑھاتے وقت تعریف، قاعدہ کی تشریح اور
...اس پر تفریع طلبہ یہ تین باتیں مشکل سے کنٹرول کر سکتے ہیں-مزید برآں پھر اصول فقہ
...جو تفریعات ہیں-اس کا تعلق پورے فقہ سے ہے جبکہ اس درجہ میں فقہی مباحث میں

تواس سے استفادہ متوقع ہے تاہم ایسی صورت میں متعلقہ پرچہ کے نمبرات تقسیم ہونے چاہیں۔ہر ایک کتاب کے الگ نمبر ہوں۔تاریخ ادب عربی کیلئے مستقل جگہ دینے کی صورت میں اس کے بیس نمبر ہوں تو پھر بھی کافی ہے۔ایسا ہی مرسلہ تجاویز میں جہاں معلم الانشاء کی عبارت میں اغلاق کی شکایت کی گئی ہے اور اس کی جگہ "عربی کا معلم" متبادل طور شامل کرنے کی سفارش کی گئی ہے یہ تجویز قابل غور ہے۔اس سے زیادہ استفادہ کا امکان ہے

اصول فقہ

درجہ ثالثہ :۔اصول الشاشی (ابو ابراھیم اسحاق بن ابراھیم الشاشی) ۳۴/۴ ۷۵ھ

درجہ رابعہ :۔نور الانوار تا قیاس (الشیخ احمد بن ابی سعید ملا جیون) ۱۱۰۵/۴ھ

درجہ خامسہ :۔نور الانوار باب القیاس مع حسامی تا قیاس ابو عبداللہ حسام الدین محمد بن محمد عمر ۶۴۴ھ

درجہ سادسہ :۔توضیح تا مقدمات اربعہ (صدر الشریعۃ عبید اللہ بن مسعود ۷۴۳ھ)

تلویح تا بحث "خاص" سعد الدین تفتازانی۔۷۹۲ھ

اصول فقہ در حقیقت قرآن و حدیث سمجھنے کا بنیادی ذریعہ ہے۔اس سے طالب پر اپنے مذہب کی خوبیاں کھلتی ہیں۔اور جزئیات کے استنباط میں ایک علمی ذوق اور ملکہ پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے فقہ پڑھاتے وقت جب اصول فقہ مد نظر ہو تو اس کے اثرات زیادہ اچھے ہوتے ہیں ۔لہذا اصول فقہ کا نصاب چار سالوں پر حاوی رکھنا مناسب ہے۔

تاہم اس میں اصول الشاشی سے فن کی ابتداء مشکل ہے۔کیونکہ اصول الشاشی سے ابتداء دو باتوں کی وجہ سے طلباء وقت محسوس کرتے ہیں۔پہلی چیز کتاب میں اصول و قواعد اور فوراً ان پر تفریع سے مسئلہ مشکل رہتا ہے۔اس لئے پڑھاتے وقت تعریف، قاعدہ کی تشریح اور پھر اس پر تفریع طلبہ یہ تین باتیں مشکل سے کنٹرول کر سکتے ہیں۔مزید بر اں پھر اصول فقہ میں جو تفریعات ہیں۔اس کا تعلق پورے فقہ سے ہے جبکہ اس درجہ میں فقہی مباحث میں

...علم کی استعداد کنزالدقائق تک ہے جو کہ خود بھی معمہ ہے۔اس کے ازالہ کے لئے یہ ...ہے کہ اگر اصول الشاشی سے پہلے فن کے قواعد و ضوابط کا تعارف ہو۔اور درجہ ثانیہ ...ایک مختصر کتاب مرتب کی جائے جس میں صرف فن کے قواعد اور تعریفات ہوں تاکہ ...مانوس ہو کر آگے اصول الشاشی میں یہ بوجھ تقسیم ہو۔وہاں پر صرف فقہی مسئلہ کی ...ت اور پھر اس کی تفریع میں آسانی رہے۔تاہم اصول الشاشی کی افادیت سے انکار ...نہیں۔اس لئے اس میں اختصار مناسب نہیں۔ورنہ کتاب کی افادیت باقی نہیں رہے گی

...نطق

...سے وابستگی مروجہ نصاب میں چار سالوں پر حاوی ہے جس کی ترتیب درج ذیل ہے

...ثانیہ۔تیسیر المنطق (مولانا عبداللہ گنگوہی ۱۳۳۹ھ)

...غوجی (اثیر الدین ابہری) م ۶۶۱ھ

...ت (فضل امام خیر آبادی) م ۱۲۴۰ھ

...ثالثہ۔شرح تہذیب عبداللہ بن حسین یزدی۔۹۸۱/۴ھ

...رابعہ۔قطبی (تا عکس نقیض) علامہ قطب الدین رازی ۸۶۶ھ

...خامسہ۔سلم العلوم "تصورات" علامہ محب اللہ بہاری ۱۱۱۹ھ

...ن تا مفہوم۔علامہ فضل حق بن فضل امام خیر آبادی ۱۲۷۸ھ

...کتب حمد اللہ، قاضی، میر زاہد، ملا جلال، رسالہ قطبیہ وغیرہ کتابیں تکمیل میں رکھی

...ہ

...علم ہے جو موجودہ دور میں زیادہ مظلومیت کا شکار ہے۔یار و اغیار سب اس کی مخالفت پر ...ہوئے ہیں۔اور کسی خاص افادیت سے انکار کیا جا رہا ہے۔اگرچہ فن منطق بذات خود ...ثواب نہیں لیکن یہ فن پڑھنا درس نظامی والوں کی مجبوری ہے۔ ہمارے عقائد، ...تفسیر، معانی، نحو کی کئی کتابیں ایسی ہیں جن میں علم منطق سے پختہ وابستگی کے بغیر

استفادہ مشکل ہے۔ حتی کہ بیضاوی اور رازی کے افکار سے واقفیت اس کے بغیر ممکن [illegible]

اس فن سے ہماری استغناء اس وقت ممکن ہے جب درس نظامی کے فنون ایسے انداز [illegible]

مدون ہوں کہ منطقی اصطلاحات ان سے نکالی جائیں۔ ورنہ اس کے بغیر یہ فن ہماری مجبو[illegible]

ہے۔ پھر یہ فن ایسا ہے جس کے ساتھ سطحی تعلق سے کام نہیں بنتا ہے۔ جبتک اس فن [illegible]

ساتھ رسوخ پیدا نہ ہو۔

مروجہ نصاب میں پہلی کمزوری شرح تہذیب میں دقت کا احساس ہے۔ اس کا متن بذات [illegible] خود مشکل ہے جبکہ شرح کتاب کو اور مشکل بنا دیتی ہے۔ اس لئے اس کے بارے میں یہ [illegible] ہے کہ شرح تہذیب سے قبل تہذیب پڑھائی جائے۔ لہذا منطق درجہ اولی سے شروع کی [illegible] جائے (جس کی ترتیب یوں رکھی جائے)

کہ درجہ اولی میں تیسیر المنطق، ایساغوجی، درجہ ثانیہ میں مرقات و تہذیب اور درجہ ثالثہ میں شرح تہذیب ہو۔ یوں اگر دوسرے درجہ میں تہذیب سمجھ میں آجائے تو درجہ ثالثہ میں شرح تہذیب سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہو سکتی ہے۔

عملی طور پر وفاق میں منطق، سلم العلوم تک محدود ہے۔ لیکن اس سے استعداد بنا مشکل [illegible] ایسی صوت میں مزید کتب کا اضافہ موجودہ نصاب کے ہوتے ہوئے بوجھ بنے گا۔ لیکن درجہ عالیہ کا تعلیمی دورانیہ اگر دو سال کے بجائے تین سال ہو جائے تو اس سے جملہ کتب پڑھنے [illegible] موقعہ مل سکتا ہے۔ ورنہ تکمیل کے درجہ میں کتابیں اختیاری ہونے کی وجہ سے عام طلباء نہیں پڑھتے ہیں۔ قاضی، حمد اللہ یا میر زاہد کی جگہ اگر نعم البدل کتابیں میدان میں آئیں [illegible] پھر ان کی افادیت باقی نہیں رہے گی۔ لیکن علمی انحطاط کو مد نظر رکھتے ہوئے فی الحال یہ [illegible] رکھنا مشکل ہے ولعل اللہ یجعل لہ مخرجا

حکمت و فلسفہ اور فن ھئیت۔ قدیم فلسفہ کی صرف ایک کتاب ہمارے ہاں پڑھائی جاتی [illegible] جو درجہ سادسہ میں میبذی کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ صدری (صدر الدین [illegible]

[illegible] شمس بازغہ (ملا محمود جونپوری) ۱۰۶۲ھ چار سو سال پہلے لکھی ہوئی کتابیں ہیں۔

[illegible] موقوف علیہ میں تصریح امام الدین بن لطف اللہ لاہوری ۱۱۴۵ھ بھی پڑھائی

[illegible] کے ساتھ تحریر اقلیدس نصیر الدین طوسی ۶۷۲/۴ھ بھی تکمیل میں شامل

[illegible] میں یہی سائنسی علوم کا ذخیرہ تھا اور مسلمان سائنسدانوں کے کارناموں کی جیتی [illegible] تھی۔ گویا یہ عصری علوم تھے۔ جنہیں علماء نے درس نظامی کا حصہ قرار دیا۔ اور [illegible] ضرورت محسوس کی ظاہر ہے کہ سائنسی میدان آجکل اتنا وسیع ہے کہ اس میں ان [illegible] واقفیت کوئی معنی نہیں رکھتی۔ ان کتابوں کے پڑھنے کا فائدہ یہ ہے کہ دیگر [illegible] میں اگر کوئی ایسی اصطلاح استعمال کی گئی

[illegible] کوئی ایسی اصطلاح استعمال کی گئی ہے جس کا تعلق ان علوم سے ہو تو ان علوم کے [illegible] کے بعد اس کے سمجھنے میں آسانی رہے گی۔ جہاں تک نفس مسئلہ سمجھنے کی بات ہے یا [illegible] کی ترقی کا تصور ہے وہ دور تک دکھائی نہیں دے رہا ہے اس کے لئے یہ تجویز ہے کہ [illegible] کتابیں پڑھائی جائیں لیکن اس کے ساتھ جدید سائنس عربی میں منتقل کر کے [illegible] جائے جتنے سائنسی علوم ہیں ان سے واقفیت ضروری ہے لیکن انگریزی زبان نہ سمجھنا [illegible] فضلاء کیلئے بڑی رکاوٹ ہے۔ اگر سائنسی علوم ایک بار پھر عربی میں منتقل ہوں تو [illegible] مدارس میں انہیں ایسی ترقی مل سکتی ہے۔ جس طرح یونان سے فلسفہ منتقل ہونے کے [illegible] کو جو ترقی ملی خدا کرے کہ ہمارے طلباء اسلامی سائنس کی اصطلاح ایجاد کر کے قدیم [illegible] فلسفہ اور سائنسی علوم کے مطالعہ کے بعد ایک نیا نظریہ قائم کر سکیں۔

[illegible]

[illegible] علامہ سعد الدین تفتازانی ۷۹۲/۴ھ کی شرح عقاید یا تکمیل میں شمس الدین احمد بن [illegible] خیالی ۸۷۰/۴ھ کی خیالی رکھنے سے فرق باطلہ کے افکار و عقائد سمجھنا اور ان کا رد کرنا

مشکل ہے۔

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ فتنہ انکار حدیث، رافضیت، قادیانیت، اشتراکیت، لباحیت، اور موجودہ دور کے کئی دوسرے فتنوں کا تعاقب ان کتابوں سے مشکل ہے اس کے لئے عقائد کے فن کو وسعت دینی ہوگی۔ اس کے لئے بہتر ہے کہ جن مدارس میں تخصص کے شعبے قائم ہیں وہاں عقائد کے مختلف موضوعات پر معیاری کام کرایا جائے۔ ایسے رجال کار پر توجہ دی جائے جو اس میدان میں کام کرنے کا شوق بھی رکھتے ہوں۔ ممکن ہے کہ چند سالوں میں ماہرین پیدا ہوں اس لئے ان موضوعات پر اگر ایک جامع کتاب ترتیب دی جائے وہ زیادہ فائدہ مند رہے گا۔

درجہ متوسطہ

درجہ متوسطہ کی حالت نہایت قابل رحم ہے۔ متوسطہ سال سوئم کے لئے نصاب مقرر کرنے کے باوجود سال اول اور دوئم کو آزاد چھوڑا گیا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ہمارے مدارس میں برائے نام ہے حالانکہ یہی وہ بنیادی درجہ ہے جس میں ہم طلباء کو کرا کے یہ احساس دلا سکتے ہیں اور کوئی اپنی کمزوری کے لئے یہ دلیل پیش نہیں کر سکتا کہ میں نے سکول نہیں پڑھا ہے اس درجہ میں میٹرک کی صلاحیت پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ گزشتہ سال انگلش کا جو نصاب مقرر ہوا تھا اس پر میں نے ایک تفصیلی رپورٹ اکابرین کی خدمت میں بھیجی تھی جس پر صرف یہ ردعمل ہوا کہ انگلش دوبارہ کچھ وقت کیلئے غیر لازمی قرار دی گئی۔ حالانکہ اس کا مقصد ہرگز یہ نہ تھا کہ انگریزی غیر لازمی قرار دیں بلکہ اس کا بنیادی مقصد نصاب میں تبدیلی تھی اور نصاب کو ایسے انداز پر مرتب کرنا تھا تاکہ سال اول سے لیکر سال دوم اور سوم تک تدریجی ترقی ہو۔ ہمیں تبدیلی کیلئے ادنی سے اعلی کی طرف اختیار کرنا ہوگا۔ ورنہ معکوس ترتیب میں بگڑنے کا احتمال زیادہ ہے۔ گزشتہ سال انگلش رپورٹ درج ذیل ہے۔

انگلش کی موجودہ کتاب اس درجہ کے طلبہ کی استعداد سے موافقت نہیں رکھتی۔ نصاب مرتب کرتے وقت بچوں کی استعداد، نفسیات اور ماحول کا بڑا خیال رکھنا چاہیے۔ اگر ان چیزوں کی رعایت نہ ہو تو نصاب کی کامیابی کی توقعات بہت کم رہتی ہیں۔

متوسطہ کیلئے انگلش کی نئی کتاب کے پہلے سات اسباق جغرافیائی حصص پر مشتمل ہیں جن میں یورپ، افریقہ وامریکہ وغیرہ کا تعارف کرایا گیا ہے۔ ان ممالک کا تعارف بچے کے لئے اس عمر میں مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ اس دور میں بچے کی عمر عموماً بارہ سال کے لگ بھگ ہوتی ہے۔ اس کا ذہن اگر بہت تیز ہو تو زیادہ سے زیادہ وہ پاکستان کے صوبوں کے بارے میں سوچ سکے گا۔ لیکن یورپ وافریقہ کی اس کو سیر کرانا یقیناً اس کی استعداد کے ساتھ زیادتی ہے۔

یہی سبق نمبر ۸، ۹، ۱۰، ۱۱ انبیاء کے واقعات اور تاریخی شخصیات کے بارے میں معلومات پر مبنی ہیں اس دور میں بچے کا ذہن اتنا وسیع نہیں ہوتا جو ان تاریخی شخصیات اور واقعات کا ادراک کر سکے۔

علاوہ ازیں سترہ اسباق پر مشتمل یہ کتاب ایک سو ساٹھ صفحات کی ہے۔ گویا ایک سبق اپنے تمرینوں سمیت تقریباً دس صفحات کا ہے۔ کیا مڈل سے کم استعداد کے مالک طالب علم کیلئے یہ مناسب ہے؟ نیز کتاب اپنی طباعت اور ضخامت کی وجہ سے بھی میٹرک سے اوپر لیول کی معلوم ہوتی ہے۔ نصاب مرتب کرتے وقت یہ دیکھا جاتا ہے کہ یہ بچہ گزشتہ سال کیا پڑھ کر آیا ہے کچھ حد تک گزشتہ اسباق کی دوسرے پیرائے میں دہرائی ہوتی ہے تاکہ بچے کا نئی کتاب کے ساتھ انس پیدا ہو جائے۔ بعد میں نئے اسباق ایسے دیے جاتے ہیں کہ ترقی تدریجی ہو۔ لیکن ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے پاس متوسطہ کے ابتدائی درجات کے لئے کوئی نصاب نہیں کہ اس کو دیکھ کر اگلا قدم لیا جائے۔ بہتر ہو تا اگر متوسطہ کے ابتدائی درجات کے لئے نصاب مرتب کرنے کے بعد متوسطہ کے سال آخر کے لئے نصاب لایا جاتا لیکن یہاں ترتیب الٹی ہے۔

میخانہ یورپ کے دستور نرالے ہیں
لاتے ہیں سرور اول دیتے ہیں شراب آخر

ظاہر سی بات یہ ہے کہ متوسطہ میں جو طالب علم داخلہ لے گا وہ مڈل نہیں ہوگا۔ کیونکہ عام طور پر متوسطہ میں ایسے طالب علم کو داخلہ کا مستحق سمجھا جاتا ہے جو اردو لکھ پڑھ سکتا ہو اور انگریزی کی معمولی شدبد رکھتا ہو۔ ایسے طلبہ متوسطہ میں چل جاتے ہیں اور اگلے درجات میں بھی بہتر نتائج دیتے ہیں مگر اب معیار ایک دم بلند ہو گا اور بہت بلند ------ میرے خیال میں پاکستان بھر میں طلبہ اس سے متاثر ہوں گے۔ اگر تمام مدارس میں سے آٹھ دس مدارس کے طلباء اس معیار کے ہوں تو ہوں گے۔ مگر نصاب میں تمام مدارس کے طلباء کے حال کو پیش نظر رکھنا ہوگا۔

بنابریں میرا خیال یہ ہے کہ اس نصاب کا چلنا مشکل ہے۔

اس لئے وفاق کے ارباب اختیار سے میری گزارش یہ ہے کہ فی الحال موجودہ انگریزی اور سائنس کو حسب سابق غیر لازمی رکھیں ار نصاب پر دوبارہ غور کر کے تدریجی مراحل کی روشنی میں اس کو مرتب کریں۔ اسی طرح سائنس کے نصاب میں وہ مواد لائے گئے ہیں جو میٹرک کے نصاب میں شامل ہیں۔ ان کو بہتر طور پہ سمجھنے کے لئے مدارس میں لیبارٹریوں، سائنسی آلات اور سائنس کے ماہر اساتذہ کی ضرورت ہے کیا تمام مدارس اس کے متحمل ہو سکیں گے؟ چونکہ یہ نصاب عصری علوم کا ہے۔ اس لئے اس میں عصری درسگاہوں کے نصاب کے ماہرین سے مشورہ لینا زیادہ سودمند رہے گا۔ اگر متوسطہ کے بچوں کی اوسط عمر، استعداد، پچھلے درجات کی کارکردگی اور پھر یہ کتاب ایسے ماہرین کی خدمت میں پیش کی جائی تو یقیناً ان کا جواب یہی رہے گا کہ یہ نصاب موزوں نہیں ہے۔

میں اکابرین کی خدمت میں یہ درخواست پیش کرتا ہوں کہ اگر واقعی نصاب کی تبدیلی کے خواہاں ہوں تو بہتر یہ ہوگا کہ ہر ایک درجہ کے نصاب کے لئے الگ کمیٹی مقرر کی جائے جو ایک دو دن میں متعلقہ درجہ کے نصاب پر تفصیلی غور و فکر کے قابل عمل راہ اپنانے کی نشاندہی کرے اور پھر تمام قابل عمل تجاویز کی بنا کر اس پر کھلی محفل میں بحث ہو جو تبدیلیاں لانی ہوں اس کے لئے طویل منصوبہ بندی کی جائے اور اہداف تک پہنچنے کے لئے معتدل راہ اپنائی جائے۔ تجاویز میں بنیاد پر الاھم فالاھم کو اختیار کیا جائے۔

دوسری صورت یہ بھی ہے کہ ابھی سے درجات کا نصاب مختلف کمیٹیوں پر تقسیم ہو کر ہر ایک کمیٹی کا سربراہ اپنی ذمہ داری کا احساس کر کے نصاب میں ممکنہ تبدیلی کے لئے لائحہ عمل تیار کرے۔ اس میں اگر کچھ وقت بھی دیا جائے تو اس میں زیادہ غور و خوض ہوگا تاہم کمیٹی کے ممبران ایسے ہوں جن کی آپس میں رسائی ممکن ہو اور ذہنی ہم آہنگی بھی ہو۔

(2) دوسری تجویز یعنی عصری علوم کے بارے میں

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ عصری علوم سے غافل رہنا ہمارے طلباء کی ناکامی ہوگی۔ آج سائنسی علوم کی وجہ سے دنیا جس مقام پر پہنچی ہے اس نے ان گنت نہیں ہزاروں کی تعداد میں ایسے مسائل جنم دیئے ہیں جو علماء اور فضلاء سے ان کا حل کا مطالبہ کر رہے ہیں اگر ان مسائل کے بارے میں ہم صرف "مجھے معلوم نہیں ہے" کا جواب لکھ دیں تو ممکن ہے ایسے جوابات دیتے ہوئے خود ہمارے ہاتھوں ہمارے مقدس دین اسلام کی تکذیب ہو۔

آج ان مسائل کا صحیح حل پیش کرنا تو درکنار ہم خود یہ مسائل ہم نہیں سمجھ سکتے ہیں اس کا واحد حل عصری علوم کے سمجھنے میں مضمر ہے اگرچہ مدارس کی چار دیواری میں پناہ لئے ہوئے ایک مدرس کو اس کا گہرا احساس نہ ہو۔ لیکن اس کی اہمیت

ان فضلاء سے پوچھی جائے جو آئے دن معاشرہ میں ان مسائل سے دوچار ہیں
لوگوں سے ان کا واسطہ ہے جو ان مسائل سے بالذات متاثر ہیں ۔ عصری علوم
سے ہمارا بالکل یہ مقصد نہیں کہ یہ ہمارے حصول رزق کا ذریعہ ہو یا کوئی اعلیٰ
پرکشش منصب حاصل کر سکیں بلکہ اس سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ عصری تقاضوں
جانتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے مقدس دین کی خدمت کا ذریعہ بنے ۔

ہمارے موجودہ درس نظامی کو اگر دیکھا جائے تو آج سے ڈھائی سو سال
ملا نظام الدین شہید 1161ھ نے جن کتب کو چن چن کر ایک نصاب مرتب کیا تو اس
کی سائنس کے نصاب کا اہم حصہ تھا ۔ کیا میبذی، صدرا، شمس بازغہ، تصریح
چغمینی، اقلیدس و بست باب' اس وقت کے سائنسی علوم نہیں تھے اس وقت
سائنسی تحقیق یہی تھی البتہ ڈھائی تین سو سال میں سائنس نے جو مزید ترقی کی اس
ہمارا نصاب محروم ہے گویا قدیم سے عصری علوم اسلامی علوم کا حصہ رہے ہیں ۔

بدقسمتی سے یورپ درس نظامی سے سائنسی علوم ایسی عیاری سے ذکر
کر لے گیا کہ ہمارے علماء کے لئے یہ شجرہ ممنوعہ قرار دیا گیا ۔ پھر انگریز نے سا
تحقیق کے نام سے الحاد اور بے دینی کو جو فروغ دیا ۔ ہمارے دینی مدارس اس سے
متنفر ہوئے کہ انگریزی سیکھنا ایک دین دار معاشرہ کے لئے گالی بن گیا ۔ انگریزی
زبان ہے لیکن اس زبان والوں کے کردار کی وجہ سے ہمیں زبان سے بھی نفرت
لیکن معاشرہ آج ایسے مقام پر پہنچا کہ انگریزی زبان یا عصری علوم ہماری نفرت کے
ہماری ضرورت بن کر رہ گئے ہیں اس کی آج وہی کیفیت ہے جو یونان سے فلسفہ
منتقل ہونے کے وقت تھی اگرچہ اس وقت الحاد اور بے دینی کے داعی یونانی
مسلمانوں کو گوارا نہیں تھے لیکن ایک دفعہ ترجمہ ہو کر جب مسلمانوں کے پاس
علوم پہنچ گئے تو مسلمانوں نے خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے اس میں بڑے کارنامے
انجام دیئے ۔

عصری علوم کی ضرورت کا احساس صرف آج نہیں بلکہ دارالعلوم دیو

کو بھی تھا اس کے کچھ تجربے بھی ہوئے ہیں لیکن ہمیں اس میدان میں وہ تجاویز
جن سے خاطر خواہ نتائج نہ نکل سکیں کو دوبارہ آزمانے کی بجائے نئی راہ تلاش کرنی
ہے ۔ عموماً" نئی راہ کی تلاش میں مشکلات پیش آتی ہیں خاص کر جہاں رہبر و رہنما
نہ ہو تو نامعلوم راہ پر چلنے میں مشکلات زیادہ پیش آتی ہیں لیکن جہاں کہیں حوصلہ
ہو تو اللہ تعالیٰ خود راستے کھول دیتے ہیں ۔

عصری علوم اپنانے کے بظاہر تین صورتیں ہیں

پہلی صورت یہ ہے کہ عصری علوم پڑھنے کے بعد جب ان میں خوب مہارت
حاصل ہو اس کے بعد دینی علوم پڑھے جائیں یہ صورت اگرچہ بظاہر ممکن ہے لیکن مادہ
پرستی کے اس دور میں صرف مشکل نہیں بلکہ محال کے درجے میں ہے جب کسی بچے
کی تربیت انگریزی مدارس میں ہو، جوانی کی بہاریں عصری علوم لوٹے تو پچیس سال کے
بعد دینی علوم کے لئے بیٹھنے کی گنجائش نہیں ہوتی ۔ عصری علوم کے فضلاء معاشرتی
مسائل سے ایسے دوچار ہوتے ہیں کہ دینی علوم کے حصول کے لئے کھلا موقع ان کے
پاس نہیں ہوتا تاہم جہاں کہیں اچھی تربیت ہو تو ایسی راہ میں نکلنا مشکل بھی نہیں لیکن
موجودہ دور کے کالج اور یونیورسٹی وغیرہ کا نظام تعلیم مدنظر رکھنے کے بعد کسی سے مخفی
نہیں کہ ایسے نتیجہ کی توقع لاکھ میں ایک کے بارے میں بھی مشکل ہے ۔ دارالعلوم دیو
بند میں اس کا تجربہ بھی ہوا تھا لیکن یہ تجربہ بہت تلخ تھا ۔

" سوانح قاسمی " میں لکھتے ہیں ۔ " پہلی مرتبہ جو علی گڑھ سے عربی حاصل
کرنے کے لئے آئے وہ انگریز کے سی آئی ڈی تھے جنہوں نے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کو
گرفتار کرانے میں وطن دوستی اور قوم پروری کا حق ادا کر کے انگریز بہادر سے سپرنٹنڈنٹ
کا عہدہ حاصل کیا اس لئے یہ تجربہ دوبارہ اپنانا بے فائدہ ہے کہ پہلے ہم بچوں کو انگریزی
پڑھائیں اور بعد میں کسی مدرسہ میں بھیجیں ۔

دوسری صورت یہ ہے کہ عصری علوم اور علوم دینیہ دونوں یکجا کر کے ایسا

نصاب بنایا جائے جس کے پڑھنے سے دونوں میدانوں میں مہارت حاصل ہو
دشوار نہیں ہے لیکن اس کے کچھ تقاضے ہیں۔

(۱) یہ ایسا نصاب ہو کہ اس کے پڑھنے کے لئے طلباء سے کم چار سال
زیادہ وقت نہ لیں۔ اس نصاب سے لوگ طوالت کے شاکی ہیں۔ یہ ناگزیر
ہو کہ زندگی کے چند سال کا اضافہ کرے۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ ایسی صورت میں طلباء دونوں میدانوں میں
ہوں گے۔ علمی رسوخ سے تو ظاہر ہے محروم ہوں گے کیونکہ مختصر نصاب
طور پر دینی کتب کا نصاب اتنا ہوگا۔ ایسا ہی عصری علوم سے واقفیت برائے نام ہو
تو اہم چیز ہیں ان کا حصول مشکل ہے۔ ایسی صورت میں نیم ملا اور نیم مسٹر
ہوگا جو مسٹر اور ملا کے درمیان واسطہ ثابت ہو کر دین کے لئے زیادہ خطرناک
ہو سکتا ہے۔

(۳) تیسرا نقصان یہ ہے کہ اس میں طلباء زیادہ توجہ عصری علوم پر دیں گے اور
دینی علوم کی توجہ برائے نام رہے گی۔ گزشتہ سال ہم نے "انڈیا" کی ایسے اداروں
کے تفصیلی مطالعہ کیا جنہیں اندازہ ہوا کہ جہاں کہیں ایسا نصاب بنا کر مدرسہ
ہے اس میں اہم اسے پاس کے لئے فضلاء مل سکے لیکن ان پر دینی رنگ
کوئی مظاہرہ نہیں ہو آیا۔ یہاں تک کہ ان کی شکل و صورت، نشست و برخاست اور
لہجہ پر انگریزی ثقافت غالب رہی۔ ایسے ادارے رفتہ رفتہ دینی مدرسہ کی بجائے
میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ بعض دیانت دار ارباب اختیار نے اپنے اس اقدام پر ندامت
اظہار بھی کیا کہ جب سے ہم نے انگلش کو نصاب میں جگہ دی ہے تو طلباء کی توجہ
فیصد انگریزی پر مرکوز رہتی ہے اور دس فیصد توجہ دینی علوم پر رہتی ہے۔ ظاہر ہے کہ
میں دینی اقدار کے غلبہ کی توقع ہونے کے مترادف ہے۔

(۴) چوتھی صورت عصری علوم کے اختیار کرنے کی وہ ہے جس کو مولانا مناظر احسن
گیلانی اور حضرت قاسم نانوتوی کا نظریہ تعلیم قرار دیتے ہیں اس کی تفصیل یہ ہے کہ

طلباء کی تمام توجہ دینی علوم پر مرکوز رکھی جائے ان میں رسوخ حاصل ہونے
طلباء درس نظامی سے فارغ ہوں تو عصری علوم کی طرف ان کو متوجہ کیا

صرف قابل عمل ہی نہیں بلکہ اس سے بہترین نتائج کی توقع ہے
اس کا احتمال ہے کہ طلباء دینی علوم سے فراغت کے بعد مزید وقت
عصری علوم کے پڑھنے ہونے کے لئے مزید وقت دینا مشکل ہے
فارغ اور تحصیل کے لئے یہ کیونکر ممکن ہے۔

علماء کے علمی مزاج پر نظر رکھ کر سوچا جائے تو دینی اور عصری
کے درمیان فرق نمایاں طور پر محسوس ہوگا۔ دینی طلباء کی جب صحیح
تو وہ اپنی زندگی حصول علم کے لئے وقف کر سکتا ہے اور اس میں وہ بغیر کسی
اپنا حصول علم کا سفر عمر سے لحد تک جاری رکھ سکتا ہے پھر دینی علوم
سے یہ بعید نہیں کہ وہ عصری علوم میں مہارت مختصر وقت میں پیدا کر سکے
سمجھتا ہوں کہ ہمارے دینی فضلاء کے لئے سب سے بڑی رکاوٹ انگریزی زبان
ان چار سال میں ہمارے فضلاء کو صرف انگریزی سیکھنے کا بھرپور موقع دیا جائے
علوم کا سمجھنا ان کے لئے چنداں مشکل نہیں لیکن اس میں بھی یہ ضروری
فضلاء کی صحیح تربیت ہو ایسا نہ ہو کہ مدتوں کی یہ محنت مادہ پرستی کی منڈی میں
ہو جائے اور چند سکے یا ایک معمولی عہدہ اس کا نتیجہ قرار دیا جائے۔
دور میں اس کی تمام تر توقعات وفاق المدارس پاکستان سے وابستہ ہیں
اس کی اہمیت ہے اور وسائل بھی حاصل ہے۔ خدا کرے ایسی ثمر آور
وفاق المدارس ایک علمی اور تحقیقی ادارہ ثابت ہو۔
واضح رہے کہ یہ مدتوں کی تمنائیں ہیں یہ کسی ایک میٹنگ یا اجلاس کا مسئلہ
چار نشستوں میں حل ہو سکیں بلکہ یہ ایک طویل منصوبہ بندی کا متقاضی ہے
مدارس کا پورے کا پورا نصاب بغیر کسی مشکل کے تبدیل ہو سکتا ہے ہمارے

لئے اس وقت سب سے اہم مسئلہ رجال کار کا فقدان ہے ایسے لوگ نہیں ملتے جن سے
ان میدانوں میں کام لیا جائے اس کے لئے مناسب تجویز یہ معلوم ہوتی ہے۔

وفاق المدارس اپنی ذمہ داری کا احساس کرکے کسی اہم شہر میں ایک معیاری
جامعہ (یونیورسٹی) قائم کرے۔ میرے خیال میں اسلام آباد' لاہور یا کراچی اس کے لئے
موزوں مقامات ہیں کیونکہ یہاں پر رجال کار تک رسائی ممکن ہے یہ ادارہ غلام اسحاق
خان انسٹی ٹیوٹ ٹوپی (ضلع صوابی) کے طرز پر دینی علوم کا معیاری ادارہ ہو۔ عصری
علوم' معاشیات' قانون' سائنسی علوم اور جدید زبانیں اس کے نصاب کا ایک اہم حصہ ہو
اس کے لئے پانچ سالہ نصاب ہو جس میں صرف ان طلباء کو داخلہ دیا جائے جو وفاق
المدارس کے درجہ عالیہ کے امتحان میں امتیازی کامیابی حاصل کر چکے ہوں۔ فراغت
کے بعد قابل فضلاء پانچ سال کی قربانی دے سکتے ہیں۔ بشرطیکہ ان کے معاشی مشکلات
کا مسئلہ حل ہو تاکہ ان کی توجہ اقتصادی مسائل میں مشغول رہنے کی بجائے صرف علمی
اور تحقیقی میدان پر مرکوز رہے نیز ان طلباء سے یہ معاہدہ کیا جائے کہ فراغت کے بعد
ان کی صلاحیتیں دینی اداروں کے لئے وقف رہیں گی ورنہ جو طالب علم وعدہ سے انحراف
کرے گا تو وہ اپنے تمام تر تعلیمی اخراجات کا ذمہ دار ہو کر واپسی کا پابند رہے گا۔

یوں پانچ سال کے بعد مدارس کے لئے ماہرین کی ایک جماعت تیار ہوگی یہ
حضرات عصری علوم عربی زبان میں منتقل کر سکیں گے اور جدید سائنسی علوم ایک بار پھر
ہمارے نصاب کا حصہ بن جائیں گے۔ اگر ایسے رجال کار میدان میں آئے اور مدارس
میں کام کریں تو اس سے مدارس کا ماحول بدل سکتا ہے۔

اس کے لئے ہمیں طویل منصوبہ بندی کرنی ہوگی کہ متعدد سالوں میں وفاق
اپنے نصاب میں نمایاں تبدیلی کے لئے ایک ہدف مقرر کرے۔ سردست اس کی ابتدا
ایک معیاری ادارے سے ہو اور آگے چل کر وقفہ وقفہ میں تبدیلی لائی جاسکتی ہے لیکن
بھی ہمارے پاس وقت ہے کہ ہم صرف ایک سال میں یا دو سال میں نتائج کے خواب
بنیں بلکہ طویل منصوبہ بندی کرکے تبدیلی کی ایک اینٹ رکھیں جو آگے چل کر

... ایک راہ ہوگی۔
... کے ساتھ یہ بھی وضاحت کرتا جاؤں کہ ہمارے مدارس کے ماحول کو
... کسی ادارے میں انفرادی طور پر یہ ماحول بننا مشکل ہے اس کے لئے
مستقل ادارہ بنانا ضروری ہے۔ خدا کرے کہ نصاب کمیٹی کا موجودہ اجلاس
... کا ذریعہ بنے اور آئندہ چل کر کوئی ٹھوس اور نمایاں تبدیلی لاسکے۔

وماذلک علی اللہ بعزیز

شمس الرحمٰن عفی عنہ
۳/۲۰/۱۴۲۰ھ

صورتی اور پائیداری کی ضمانت
بہترین اور دیدہ زیب چپس
خریدنے کے لئے
یاد رکھیں
... پس فیکٹری
... پس فیکٹری ورسک روڈ پشاور
فون نمبر 273281

میں نے دھماکہ ہوتے دیکھا

جناب جاوید چودھری

پاکستان کے ایٹمی دھماکوں کے بارے میں ماہنامہ ''اور'' کی لمحہ بہ لمحہ رپورٹ

صبح چار بجے ابھی اندھیرے میں کہیں کہیں روشنی کے پیوند لگنے شروع ہوئے تھے۔ ہم میں سے کچھ لوگ نماز فجر سے فارغ ہو کر سورہ فاتحہ کی تلاوت کر رہے تھے جبکہ باقی جائے نماز پر رکوع و سجود میں مصروف تھے۔

آج کا دن نہ صرف ہماری زندگی بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے لئے اہم ترین دن تھا کیونکہ آج یہ فیصلہ ہو جانا تھا کہ آنے والے دنوں میں مسلمان کرہ ارض پر سر اٹھا کر چلنے کی اہلیت رکھتے ہیں یا نہیں؟ ہمارے پراجیکٹ ڈائریکٹر ثمر مبارک مند پچھلے چار روز سے مسلسل کچھ پڑھ رہے تھے۔ ہم میں سے ایک ساتھی نے پوچھا تو وہ مسکرا کر بولے: ''یہ وہ دعا ہے۔ جب نبی اکرم ﷺ کسی غزوہ کے لئے نکلتے تھے تو آپ ﷺ یہی دعا پڑھا کرتے تھے۔'' ایک سیکولر ساتھی نے کہا۔ ''ڈاکٹر صاحب یہ دعاؤں کا نہیں ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ جس کے پاس جتنی بڑی جدید اور مضبوط ٹیکنالوجی ہے وہ اتنا ہی کامیاب ہے۔'' ڈاکٹر ثمر نے سنا تو مسکرا کر بولے۔ ''ڈاکٹر صاحب! دنیا میں آج تک دعا سے بڑی جدید اور مضبوط ٹیکنالوجی دریافت ہی نہیں ہوئی۔'' ابھی یہ تکرار جاری تھی کہ کنٹرول باکس کا مائیک آن ہوا۔ سرخ بتی جلی اور صحرا میں دور تک ایک آواز گونجی: ڈیئر آرسم پر الرٹ ان آر فیسنگ' اور ہم سب کنٹرول روم کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔

کنٹرول روم کے حالات واقعی خراب تھے۔ بادپیمائی کے آلات نشاندہی کر رہے تھے کہ ابھی چند لمحوں بعد صحرا کی طرف سے ہوا کا ایک طوفان اٹھے گا جو ہماری ٹنلز سے الجھتا ہوا کنٹرول روم کو ہٹ کرے گا۔ اور پھر بہتا ہوا والبدین تک چلا جائے گا۔

صورتحال بڑی خطرناک تھی۔ ہم سب کے چہرے لٹک گئے۔ جو لوگ نیوکلیئر ٹیکنالوجی سے وابستہ ہیں۔ وہ ہماری یہ کیفیت سمجھ سکتے ہیں۔ ہمیں معلوم تھا اس بیابان میں جب بھی ہوا رخ بدلتی ہے تو یہ سلسلہ کئی روز تک جاری رہتا ہے۔ پہلے ہوا نے ہمارے دو قیمتی دن ضائع کر دیئے تھے۔ ہمارے سیکولر ساتھی نے چہک کر ثمر مبارک سے کہا: ''جی ڈاکٹر صاحب اب اس آفت پر بھی کوئی دعا آزمائیں!'' ڈاکٹر ثمر نے اپنے روایتی دھیمے پن سے جواب دیا۔: ''اللہ بہتر کرے گا۔ فکر مت کریں۔ ابھی ہمارے پاس تین گھنٹے ہیں۔''

ہم نے اس تبدیلی کی اطلاع اسلام آباد کر دی۔ ادھر سے جواب آیا۔ پریشان مت ہوں 'آج نہیں تو کل سہی' مکمل تسلی سے آپریشن کریں۔'' ہماری کچھ ڈھارس بندھی اور ہم نے اس فرصت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک بار پھر اپنے نظام کا معائنہ شروع کر دیا۔ ٹنلز پر چار کیمرے اور اتنے ہی مائیک نصب تھے۔ ان سے ذرا فاصلے پر اتنے ہی مزید کیمرے لگائے گئے تھے۔ ٹنل میں نصب کیمروں کا مقصد دھماکوں سے چند لمحے قبل اور بعد کے مناظر اور آوازیں ریکارڈ کرنا تھا۔ جس کے بعد لازمی بات تھی کہ اس نظام نے ضائع ہو جانا تھا۔ جبکہ فاصلے پر نصب کیمروں نے اس وقت تک کام کرنا تھا جب تک پہاڑ سے کھسک کر گرنے والے پتھر انہیں پوری طرح ڈھانپ نہ لیتے۔ کیمروں کی ان دونوں نشستوں سے دو کلومیٹر کے فاصلے پر کیمروں کی ایک اور قطار تھی۔ جس کا کام بیرونی مناظر کی عکس بندی تھی۔ ان کیمروں نے راسکوہ کا سارا پہاڑ فوکس کر رکھا تھا۔ ہم نے کنٹرول روم کا بٹن دبایا۔ سارے کیمرے آن ہو گئے۔ ٹنل کے اندر کا گھپ اندھیرا ہمارے سامنے تھا۔ دوسرے مانیٹر پر ٹنلز کے دھانے نظر آ رہے تھے جنہیں ہم نے چند روز پہلے سیمنٹ سے بند کیا تھا۔ تیسرے مانیٹر پر سارا راسکوہ پہاڑ دکھائی دے رہا تھا۔ ہم کنٹرول پینل کی ناب گھما کر پہاڑ کے سایوں میں پھڑکتے ان حشرات الارض کی حرکات تک نوٹ کر سکتے تھے جو صرف انہی پہاڑوں میں پائے جاتے تھے' اور پتھروں کے کھرنڈ جن کی غذا

اسی پینل پر دھماکے کی شدت ناپنے والے آلے بھی نصب تھے-ہمارے کنٹرولر نے ایک بٹن پش کیا' سکرین جاگ اٹھی-اس نے دوسرا بٹن پش کیا' دور ٹنل میں ایک مصنوعی دھماکہ ہوا- سکرین نے فوراً شدت کا اعلان کر دیا- کنٹرولر نے کلپ بورڈ پڑھے کاغذ پر نظر ڈالی اور گردن ہلا کر تصدیق کر دی کہ چارٹ پر درج شدہ اور سکرین کے اعلان میں کوئی فرق نہیں-اس نے ایک اور بٹن دبایا' پینل پر لگے میٹر کی سوئی نے آخری سرے سے سرپٹخ کر کرنٹ کے بہاؤ کی تصدیق کر دی- کنٹرولر نے فوراً انگلی اٹھائی -اس کا مطلب تھا پینل سے ڈیوائس تک کرنٹ کا بہاؤ درست ہے-اس سے مطمئن ہو کر اس نے ایک اور بٹن پش کیا-ہم سب نے فاصلہ ماپنے والی سکرین پر نظریں جما دیں- ڈاکٹر ثمر بولے ا ساؤتھ ویسٹ 45 ڈگری کنٹرولر نے ناب گھمائی' پہلے سکرین پر سمت ظاہر ہوئی' پھر زاویے- چند لمحوں تک سکرین پر رنگوں کی لہریں دوڑتی ہوئی نظر آئیں- پھر "ٹیں ٹیں" کی باریک آوازیں آئیں اور سکرین پر 22 کلومیٹر کے ہندسے ظاہر ہوگئے -اس کا مطلب تھا 45 درجے جنوب مغرب میں ہم نے جو پوسٹ بنائی تھی اس کا فاصلہ ٹنل سے 22 کلومیٹر تھا -گویا دھماکے کے بعد ان 22 کلومیٹر کے اندر جو بھی تبدیلی آتی ہمارے مانیٹر اسے ریکارڈ کر لیتے-ڈاکٹر ثمر نے کہا- "ایسٹ نارتھ 65 ڈگری-" کنٹرولر نے ناب گھمائی اور عمل شروع ہو گیا-بعد ازاں ڈاکٹر ثمر ہدایات جاری کرتے رہے- کنٹرولر ناب گھماتا رہا- سکرین پر ہندسے چمکتے رہے- آخر میں کنٹرولر نے ناب روک کر آٹو کا بٹن پش کیا تو سارا پینل مختلف آوازوں' روشنیوں' لکیروں اور جلتے بجھتے جگنوؤں کی شکل اختیار کر گیا-جی ہاں ہمارے پینل میں ایک خودکار نظام بھی نصب تھا-اگر ہم چاہتے تو صرف ایک بٹن پش کر کے چند سیکنڈ میں صورتحال کی ساری تجزیات ریکارڈ کر سکتے تھے- ٹھیک 4 بج کر 32 سیکنڈ پر ریت سے بھرا ایک جھکڑ آیا' کنٹرول روم سے ٹکرایا اور دورو البیدرین شہر کی طرف نکل گیا- پینل پر طوفان کی شدت ظاہر ہوئی تو ہمارے

بڑے مزید لٹک گئے- کیونکہ ہوا کے اس قدر شدید دباؤ میں لور وہ بھی شہر کی طرف' دھماکے کا رسک نہیں لیا جا سکتا تھا-اگر خدانخواستہ ہم ناکام ہو جاتے ٹنل کی مٹی تابکاری کو دبانے میں ناکام ہو جاتی' پہاڑ میں "کریکس" پڑ جاتے تو ہوا تابکاری کے اثرات اڑا کر لے جاتی اور اس کے بعد کیا ہوتا؟ یہ سوچ کر ہی ہماری روحیں دہل جاتی تھیں-ہزاروں لاکھوں لوگوں کی موت' اگلی پچاس ساٹھ نسلوں کی معذوری' پوری دنیا میں نشان عبرت' ڈاکٹر ثمر مسلسل پڑھ رہے تھے-ہم سب بھی کچھ نہ کچھ بڑبڑا رہے تھے-جس کو جو آتا تھا وہ پڑھ رہا تھا-جس کو کچھ نہیں آتا تھا وہ "یا اللہ رحم" کا ورد کر رہا تھا-

ہم ڈیڑھ سو سے زائد افراد' پاکستان کی ایٹمی دماغ اس وقت اس تنگ گھاٹی میں محصور تھے-سامنے راسکوہ پہاڑ کے پار ایک طویل اور جلا دینے والا ریگستان تھا-ایسا ریگستان جس کے بارے میں مقامی آبادی میں طرح طرح کی کہانیاں مشہور تھیں-کوئی کہتا تھا یہ ریگستان ایسے جنوں کا ہیڈ کوارٹر ہے جو اپنی زمین پر کسی غیر کا سایہ برداشت نہیں کرتے-چنانچہ آج تک ادھر کا رخ کرنے والے ڈھور ڈنگر بھی جان سے جاتے ہیں-کوئی کہتا ادھر چڑیلوں کا قبضہ ہے-ایسی چڑیلیں جو راتوں کو بین کرتی ہیں تو ان کی آوازیں چھتر تک چلی جاتی ہیں-ان لوگوں نے ان کہانیوں کو حقیقت ثابت کرنے کے لئے طرح طرح کی دلیلیں گھڑ رکھی تھیں جنہیں سن کر ہنسی آتی تھی-لیکن ہم میں سے کبھی کوئی شخص ان لوگوں کے سامنے ہنسا نہیں-اس کی دو وجوہات تھیں-ایک تو ہم اپنے کام میں اس قدر مشغول رہے تھے کہ ہنسنا تک بھول چکے تھے-دوم ہم جس حساس کام میں مصروف تھے اس میں ہمیں مقامی لوگوں کا زیادہ سے زیادہ تعاون درکار تھا- چنانچہ یہ لوگ جب بھی ہمیں کوئی "فنی سٹوری" سناتے' ہمارا جواب استعجاب اور مرعوبیت کے سوا کچھ نہ ہوتا- پچھلے چار پانچ روز تو ہوے کرب میں گزرے' کیونکہ ہمیں 23 مئی کی شام اسلام آباد سے پیغام ملا سرحد پار سے بری اطلاعات موصول ہو رہی ہیں آپ رات کو بتی

ہر گز ہر گز نہ جلائیں۔ ایک دوسرے سے دور دور سوئیں اور حفاظتی مورچوں سے باہر کم ہی نکلیں۔ سر ہی سہی کسر پاک فضائیہ کے طیاروں نے پوری کر دی جو چوبیس گھنٹے پوری چاغی کے اوپر منڈلاتے رہتے تھے۔

ہمیں معلوم تھا کہ اس نازک وقت میں دشمن نے ہم پر حملہ کر دیا' امریکی سیٹلائٹ نے ان کی رہنمائی کی اور انہوں نے ہم پر میزائل داغ دیا تو نہ صرف راسکوہ پہاڑ میں چھپے ہمارے بم ضائع ہو جائیں گے بلکہ وہ تباہی آئے گی جس کا سلسلہ پنجاب کے میدانوں' دریائے سندھ کے کناروں اور ادھر ایران کے سرحدی علاقوں تک پھیلتے دیر نہیں لگائے گا۔ سر بے ہم تو ہماری داستاں تک نہ ہو گی داستانوں میں۔ لیکن ان تمام خطرات کے باوجود ہمارے حوصلے اسی طرح جوان تھے' ہم میں سے کسی شخص نے کمزوری' بے ہمتی اور خوف کا مظاہرہ نہیں کیا۔ ہمیں یوں محسوس ہوتا تھا کہ ہم ضرور اس صحرا سے کامیاب لوٹیں گے۔ ہم اپنے قرب و جوار میں اللہ کی نصرت کی چاپ سن رہے تھے۔

26 کی شام جب ہم نے اپنی تیاریاں مکمل کر لیں' اسلام آباد کو گرین سگنل دے دیا اور ہیلمٹ اتار کر اپنی جلی ہوئی جلد پر کریم ملنے لگے تو اچانک ہوا نے رخ بدل لیا۔ صحرا سے ریت کے جھکڑ کنٹرول روم کی طرف بہنے لگے۔ ہم پریشان ہو گئے' کیونکہ اسکا سیدھا سادھا مطلب تھا کہ ہم 27 کو دھماکہ کرنے کی پوزیشن میں نہیں رہے۔ ہم نے دوبارہ ہیلمٹ پہنے اور اپنی اپنی پناہ گاہ میں سر دے کر بیٹھ گئے۔ اس روز رات بھر ہوا چلتی رہی۔ ساری رات بھر ہم دعائیں کرتے رہے' یہاں تک کہ 27 مئی کی صبح طلوع ہو گئی لیکن ہوا کا رخ نہیں بدلا۔ بیماری کا گراف نیچے نہیں آیا۔ اس روز درجہ حرارت بھی کچھ زیادہ ہی تھا۔ دن کے دس بجے 53 ڈگری سینٹی گریڈ ہو گیا' جس میں مسلسل اضافہ ہو رہا تھا۔ ہم اپنے سروں اور بازوؤں کو گرم ہوا کے تھپیڑوں سے بچانے کے لئے تولئے بار بار ٹھنڈے پانی میں بھگوتے اور اوپر اوڑھ لیتے لیکن چند ہی منٹ بعد ہمیں دوبارہ پانی کی ضرورت پڑ جاتی

رات تک یہ عذاب جاری رہا۔ ادھر ہر پندرہ منٹ بعد اسلام آباد سے پیغام آتا "صورتحال ہے؟" ہم فوراً ہوا کا دباؤ اور رخ ماپ کر بتا دیتے' جس کے جواب میں ادھر سے کسی کی آواز آتی اور رابطہ منقطع ہو جاتا۔

رات کے دس بجے جی ہاں 27 مئی کی شب ٹھیک دس بجے ہوا کا رخ بدل گیا۔ یہ چٹانوں سے ٹکرا اور وہاں سے دور صحرا کی طرف بھاگنے لگی۔ ہم نے خوشی سے نعرہ ہم میں سے چند احباب نے نفل پڑھنے شروع کر دیے۔ جبکہ باقی ایک دوسرے کو مبارکباد دینے لگے۔ ڈاکٹر ثمر نے اسلام آباد کو فوری پیغام دیا: "سر ہم تیار ہیں' اگر ہو تو صبح سات بجے بسم اللہ کر دیں۔" ادھر سے جواب آیا "ہم آپ کی تجویز پر غور رہے ہیں' آپ اپنی تیاری جاری رکھیں"۔

اس رات ہم میں سے کسی شخص نے ایک لمحے کے لئے بھی آنکھ تک نہیں جھپکی جب ایک سنسنی انگیز ایٹمی اور حیرت کے گہرے احساسات کے ساتھ رات بھر اپنا چیک کرتے رہے' کیمرے آن کر کے دیکھتے' کرنٹ کا بہاؤ چیک کرتے' بادبانی کے دیکھتے۔ جب سرشاری حد سے گزر جاتی تو باہر نکل کر شفاف آسمان سے باتیں کرنے ہمیں یقین تھا کہ صبح ہم پر نئے انعامات و کرامات لے کر طلوع ہو گی۔ ہم فتح کے لہراتے ہوئے اسلام آباد جائیں گے۔

ہم میں سے کچھ پچھلے دو برسوں سے اس بیابان میں آباد تھی' چند ایک ماہ سے مقیم ہم لوگ 15 مئی کو آئے تھے۔ ہمارا خیال تھا ہم عہد قدیم کے کسی صحرا میں جا لیکن جونہی ہماری جیپیں سائٹ پر پہنچیں تو ہمیں یہ دیکھ کر بڑی خوشگوار حیرت یہاں تو پورے کا پورا عارضی شہر آباد تھا' ریسٹ ہاؤس تھا' باتھ روم تھے' ڈائننگ کا چھوٹا سا میدان تھا' بڑے بڑے جنریٹروں نے جنگل میں منگل کر رکھا تھا' سہولیات کے باوجود 54 ڈگری سینٹی گریڈ میں کام کرنا آسان نہیں تھا۔ لیکن

دلچسپ بات ہمیں ان 15 مشکل ترین دنوں کا احساس ہی نہ ہوا اور دن بھی دوزخ کی گرمی سے تپتے دن، ظاہر ہے ہم کسی پکنک پر تو آئے نہیں تھے، قوم کی خدمت کے جس نے ہمیں عزت اور وقار سے بھرپور ایک نرم اور گرم زندگی بخشی تھی۔

ہاں تو میں بتا رہا تھا 27 اور 28 مئی کی درمیانی رات ہم نے آنکھوں میں صبح چار بجے جب ہم نماز فجر سے فارغ ہوئے تو بد قسمتی سے ہوا نے پھر رخ بدل لیا، سب پریشان ہوئے، کیونکہ ہمیں معلوم تھا کہ اب کوئی معجزہ ہی ہوا کو ایک دن میں پلٹنے پر مجبور کر سکتا ہے۔ آج تک ایسا ہوا نہیں کہ ہوا چلی ہو اور اس نے چند گھنٹوں میں اپنے زاویے بدل لئے ہوں۔ ہم سب زمین پر لیٹ گئے۔ کوئی ناول پڑھنے لگا، کسی نے شروع کر دی، جس کی نمازیں رہتی تھیں اس نے قضا پڑھنی شروع کر دیں۔ کچھ لوگوں نے لطیفہ گوئی شروع کر دی۔ لیکن ہنسی کی آواز ان کی طرف سے بھی خال خال ہی آ رہی تھی۔ کنٹرول روم میں ڈیوٹیاں دینے والے آپریٹر تو وہاں گھنٹے گھنٹے بعد نشستیں بدل کر سارا نظام چیک کرتے اور سینئر سائنس دانوں کو "او کے" رپورٹ دیتے جسے وہ اسلام آباد نشر کر دیتے۔ ہمیں رات کو علم ہوا کہ ڈاکٹر ثمر مبارک اسلام آباد میں براہ راست وزیر اعظم سے گفتگو کرتے تھے۔

گیارہ بجے کے قریب معجزانہ طور پر ہوا کے دباؤ میں کمی آ گئی اور باد پیمائی کے آلات پر ہندسے جلنے بجھنے لگے۔ یہ ایک بڑی خوشخبری تھی۔ ہم سب کے چہرے خوشی سے تمتما اٹھے۔ گو ابھی صورتحال مکمل قابو میں نہیں تھی، لیکن اس کے امکانات دکھائی دینے لگے۔ ہم ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے۔ ڈاکٹر ثمر مبارک مند بدستور پڑھ رہے تھے۔

ٹھیک بارہ بج کر دس منٹ پر ہوا کا رخ پلٹ گیا۔ اب ہمارے لئے میدان صاف تھا۔ ہم نے ایک بار پھر نظام کی پڑتال کی، سارے فنکشن مکمل اور قابل استعمال تھے۔

چنانچہ اسلام آباد کو "او کے" رپورٹ دے دی۔ ادھر سے بھی اب انتظار کا پیغام آیا۔ ہم نے موقع سے فائدہ اٹھایا اور جا کر فلٹر تک کا دورہ کر آئے، ہر چیز معمول کے مطابق تھی۔ ہوا کے بدلنے نے ہمارے انتظام پر کہیں بھی کوئی اثر نہیں چھوڑا تھا۔ وہ بجے اسلام آباد سے پیغام آیا اگر تین بجے تک کوئی حکم موصول نہیں ہوتا تو تین سے ساڑھے تین بجے کے درمیان کسی وقت بسم اللہ کر دی جائے۔ یقین کریں یہ پیغام نہیں تھا ایک کرنٹ تھا جو ہماری ریڑھ کی ہڈی میں دوڑ گیا۔ ہمارے ہاتھوں پیروں میں سنسناہٹ سی ہونے لگی اور ہم سب اپنے چہرے پر لکیروں کا احساس چھوڑ کر قہقہوں میں جذب ہونے لگے۔ ہم اپنے گرد و پیش میں کامیابی کی سرسراہٹ سن رہے تھے۔

دو بج کر چالیس منٹ پر محسن پاکستان ڈاکٹر عبد القدیر بھی وہاں پہنچ گئے۔ ہم سب نے فردا فردا ان کا استقبال کیا۔ انہوں نے خوشی سے ہم سب کو فردا فردا گلے لگایا اور شاباش دی۔ ہم سب پینل کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ ڈاکٹر ثمر مبارک مند اور دوسرے سینئر سائنس دانوں نے پوزیشن سنبھال لیں۔

تین بج کر ایک منٹ پر سپیکر آن ہوئے اور کنٹرول روم میں وزیر اعظم کی آواز گونجی۔ انہوں نے ہماری کوششوں کو سراہا، پیشگی مبارکباد دی۔ اور آخر میں تجربے کی کامیابی کی دعا کی، جس پر وہاں موجود ہر شخص کی زبان سے آمین نکلا۔ ان کے بعد چیف آف آرمی سٹاف نے بھی مختصراً خطاب کے ذریعے ہمارا حوصلہ بڑھایا۔

تین بج کر سات منٹ پر ڈاکٹر ثمر مبارک نے ہمارے اس ساتھی کے نام کا اعلان کیا جو بٹن دبا کر پہلا دھماکہ کرے گا۔ ڈاکٹر عبد القدیر خان سمیت ہم سب نے اس کو مبارکباد پیش کی۔ اس غریب ٹیکنیشن کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ہم اس کے جذبات سمجھ سکتے تھے کیونکہ وہ خوش نصیب تھا جسے پاکستان نہیں بلکہ پوری دنیا کا سب سے بڑا اعزاز ملا تھا۔ تین بج کر دس منٹ پر سپیکر اور مائیک آن کر دیئے گئے۔ اب ہم اسلام آباد اور

اسلام آباد والے ہماری آواز سن سکتے تھے۔

3 بج کر گیارہ منٹ پر ڈاکٹر ثمر مبارک نے سورہ فاتحہ کی تلاوت شروع کر دی۔ ہم سب نے ناف پر ہاتھ باندھ لئے۔

3 بج کر 15 منٹ پر آخری بار سارا نظام دیکھا گیا۔ آخری بار اوکے کی آواز آئی۔

ٹھیک 3 بج کر 16 منٹ پر ہمارے سٹیشن بھائی نے ہاتھ کی انگلی دبادی۔ سکرین پر 10 کا ہندسہ ابھرا' پھر 9 آیا' 8'7'6'5'4'3'2 اور ہماری سانسیں پھول گئیں' پسینہ ابروؤں پر آکر ٹھہر گیا۔ زبان پر کلمہ شہادت کا ذائقہ اتر آیا' 1 اور صفر۔

سامنے مانیٹر پر روشنی کی ایک لہر سی لہرائی' بالکل ویلڈنگ جیسی روشنی' نہیں میں غلط کہہ گیا' طوفانی رات میں آسمان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک لپکنے والے کوندے کی طرح کی روشنی' اس کے ساتھ ہی ایک دھماکے کی آواز اٹھی اور ہمارے کیمروں کی پہلی قطار اڑ گئی' پہلا مانیٹر بجھ گیا' دوسرے مانیٹر پر چٹانیں ٹوٹنے اور تیزی سے نیچے گرنے کا منظر تھا۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے منہ سے کلمہ شہادت نکلا اور ہم سب نے اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر انہیں جواب دیا' ہماری آواز میں وزیراعظم' آرمی چیف' کور کمانڈر اور چند وزراء کی آوازیں بھی شامل تھیں۔ ہم ننگی اور گرم زمین پر سجدہ ریز ہو گئے' ہمارے پورے جسم میں سسکیاں ابل رہی تھیں۔ ہم اپنے رب کا جتنا شکر ادا کرتے کم تھا۔ نجانے اس کیفیت میں کتنی صدیاں گزر گئیں۔ ہم میں سے کسی کو کوئی ہوش نہیں تھا' ہوش تھا تو صرف ڈاکٹر ثمر مبارک کو تھا جو وقفے وقفے سے "اللہ اکبر" کا نعرہ بلند کرتے تھے۔

سامنے سکرین پر دھوئیں کے بادل تھے' غبار کی ایک طویل چادر نے راسکوہ کی ساری پہاڑیوں کو آغوش میں لے رکھا تھا' ہم اگر سکرین سے نظر ہٹا بھی لیتے تو بھی فضا سامنے تھی' فضا جس پر اب گرد کے پہرے تھے' اب وہاں کچھ بھی نہیں تھا سوائے اللہ اکبر کی کبریائی اور اس کے ازلی فیصلوں کے "بے شک صرف اہل ایمان ہی فتح پائیں گے"۔

سامنے رچرڈ سکیل پر دھماکے کی شدت 6... لکھی تھی ... سارا نظام "

...کے "کی رپورٹ دے رہا تھا۔ پہاڑ سے باہر ... کسی قسم کی تابکاری کی اطلاع نہیں دے رہے تھے۔ تمام کنٹرول ٹاوروں سے بھی "حالات معمول پر ہیں" کے پیغامات ل رہے تھے۔

ہمارے ایک سینئر سائنس دان بتار ہے تھے اتنا مکمل اور محفوظ دھماکہ آج تک کسی ملک میں نہیں ہوا لیکن اس کے باوجود زمین لاکھوں برس کے لئے بے کار ہو چکی ہے اب ادھر جو بھی جاندار جائے گا اس پر بیماری کے حملے کا خدشہ ہوگا۔

دوسرے بتار ہے تھے جب فضا چھٹے گی تو پہاڑ کا رنگ بدل چکا ہوگا۔ آخر اتنی گرمی اور شدت کوئی نہ کوئی اثر تو چھوڑے گی۔ تیسرے سائنس دان نے بتایا پہاڑ کی بلندی کم از کم دس میٹر کم ہو جائے گی' کیونکہ دھماکے کے بعد ہر چیز مائع بن جاتی ہے۔ جس سے اندر ایک جوف بن جاتا ہے' جسے بھرنے کے لئے پہاڑ اوپر سے نیچے کھسک آتا ہے۔ ادھر سپیکر سے "مبارک' مبارک" کی آوازیں آرہی تھیں' جبکہ میں سوچ رہا تھا کہ شدید دھماکے کے بعد والبدین کے صحرائی جن اپنا ٹھکانہ بدل چکے ہوں گے۔

راز کیسے آیا! یہ 2 مارچ 98ء کی بات ہے پاکستان اٹامک انرجی کمیشن کے سابق چیئرمین منیر احمد خان اور ریجنل سٹریٹجک سٹڈیز کے سربراہ جنرل نشاط احمد' جوہری توانائی پر ہونے والی ایک کانفرنس میں شرکت کے لئے دہلی گئے۔ 6 مارچ کو کانفرنس کے اختتام پر جب شرکاء کھانے کے لئے اٹھے تو انڈین اٹامک انرجی کمیشن کا ایک سینئر سائنس دان ٹہلتا ہوا منیر احمد خان کے قریب آیا۔ دونوں میں علیک سلیک ہوئی۔ ہلکی ہلکی گفتگو شروع ہوئی تو سائنس دان نے دبے لہجے میں کہا "میں مسلمان ہوں اور آپ کو ایک اطلاع دینا چاہتا ہوں۔ منیر احمد خان ہمہ تن گوش ہو گئے۔ سائنس دان نے اپنی آواز دھیمی کرتے ہوئے کہا۔ "بھارت مئی کے پہلے ہفتے میں دھماکہ ... گا' آپ لوگ تیار ہو جائیں۔" منیر احمد خان کے لئے یہ اطلاع کم ہولناک نہیں تھی۔ انہوں نے جیسے

تیسے کھانا ختم کیا اور وہاں سے نکل کھڑے ہوئے- راستے میں انہوں نے سارا قصہ
نشاط کے گوش گزار کر دیا- انہوں نے پاکستان پہنچتے ہی یہ اطلاع حکومت کو دے دی
ان دونوں حضرات نے 20 مارچ تک اپنے دورے کی سمری بنا کر حکومت
بھجوا دی جس میں بھارتی مسلم سائنس دان کا ایک سطری پیغام بھی شامل تھا- یہ پیغام
مارچ تک مختلف ہاتھوں اور میزوں کے درمیان گردش کرتا رہا- یہاں تک کہ حکومت
نے یہ اطلاع امریکہ اور اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل تک پہنچانے کا فیصلہ کر لیا-
کے بعد خط کی تیاری کا کام شروع ہو گیا- بعد ازاں 2 اپریل کو وزیراعظم نے یہ خط

پاکستان کی منصوبہ بندی (11 سے 28 مئی تک)

(۱) بھارتی دھماکوں کے بعد بظاہر یوں محسوس ہو رہا تھا کہ پاکستانی قیادت مغربی دباؤ میں آ چکی ہے اور وہ جی ایٹ (آٹھ بڑے ممالک) کے ساتھ مذاکرات کے ذریعے زیادہ سے زیادہ دولت اینٹھنے کے چکر میں ہے-

(۲) 58 دو بی کے خاتمے کے بعد وزیراعظم پاکستان اور آرمی چیف کے پاس یہ عذر چکا ہے کہ ہم تو امریکہ کا ساتھ دینا چاہتے ہیں لیکن 'بڈھا'' نہیں مان رہا- لہٰذا اب راست وزیراعظم کے پاس اختیار ہے' وہ چاہے تو انکار کر دے' چاہے تو حامی بھر دے-

(۳) ان دونوں سفارتخانوں کی زیادہ تر تقریبات میں شرکاء ایک دوسرے کے کانوں میں سرگوشیاں کرتے تھے- ''نواز شریف نے ٹالبوٹ سے کہہ دیا سرمیں تو کی بات ماننے کے لئے تیار ہوں' لیکن ایٹمی پروگرام آرمی چیف کے قبضے میں ہے اُن سے بات کر لیں' وہ میری بالکل نہیں مانتے-''

(۴) بعض بھارتی جنگی منصوبہ سازوں نے ان دنوں پاکستانی عوام میں پاک آرمی کا وقار ختم کرنے کے لئے آزاد کشمیر پر حملہ کر کے تھوڑے سے علاقے پر قبضہ کرنے کا پلان تیار کیا- جس کے بعد بھارتی طیاروں کی طرف سے پاکستانی حدود کی خلاف

جانی تھی- جس کے جواب میں (بھارتی عسکری نجومیوں کا خیال تھا) پاک فوج
مکمل جنگ کا رسک لینے کی پوزیشن میں نہیں رہتی- یوں عوام فوج پر چڑھ دوڑتے-
28 مئی سے قبل پاکستان کی ایٹمی تنصیبات پر فضائی حملوں کا منصوبہ بھی بنایا گیا
اس "نیک" کام کے لئے بھارت نے اسرائیلی طیارے منگوائے جو 24 مئی (تاریخ
کے سلسلے میں ہماری ایجنسیوں میں اختلاف پایا جاتا ہے) کو تل ابیب سے اڑے اور آکر
مقبوضہ بھارت کے فضائی مستقروں پر پوزیشن سنبھال کر کھڑے ہو گئے-

27 مئی کی شام سرحد پار سے پاکستانی ذرائع نے حملے کی اطلاع دی' جس کے فوراً بعد فضائیہ کے طیاروں نے فضائی گشت شروع کر دیا' جبکہ پاکستان کے دفتر خارجہ نے بھارتی ہائی کمشنر کو نیند سے جگا کر طلب کیا اور بھارتی حملوں کا پلان اس کے سامنے رکھ کر شدید احتجاج کیا- ہمارے دفتر خارجہ نے اقوام متحدہ اور جی ایٹ ممالک کے نمائندوں کو بھارتی کارگزاری کی اطلاع دے دی-

(۵) کسی خفیہ اشارے کے ذریعے پاکستان کے بعض سکہ بند دانشوروں اور اخبار نویسوں سے دھماکوں کے خلاف بیانات' تبصرے اور کالم لکھوانے شروع کر دیئے گئے-

(۶) بلوچستان میں ایٹمی دھماکے کے خلاف مہم شروع کر دی گئی- اس سلسلے میں تربت سے کراچی جانے والا پی آئی اے کا مسافر طیارہ اغواء کر لیا گیا جس کا مقصد دنیا پر ظاہر کرنا تھا کہ بلوچ عوام دھماکے کے لئے تیار نہیں-

(۷) امریکہ سمیت تمام بڑی طاقتوں نے پاکستان کو سنگین اقتصادی پابندیوں کی دھمکیاں دینا شروع کر دیں- لیکن جب بات بنتی نظر نہ آئی تو امداد کا پیکج پیش کر دیا جو پاکستان نے مسترد کر دیا-

(۸) امریکہ نے چاغی پر نظر رکھنے کے لئے چار سٹیلائٹ فوکس کر دیئے جو چھ گھنٹے کے ذریعے 24 گھنٹے دوستان پر منڈلاتے رہتے ہیں' یوں آدھ انچ کا وہ سکرو تک کی

آئی اے کی کوشش میں تھا جو ایک [illegible] کے ہاتھ سے پھسل کر کھائی میں جا گرا۔

(۱۱) ایک مخصوص لابی نے سفارتی تقریبات میں یہ ڈس انفارمیشن پھیلانی شروع کر دی کہ پاکستان دھماکے کے لئے چین سے بم مانگ رہا ہے۔ 23 مئی کو ان لوگوں نے خبر گرم کر دی کہ چین نے پاکستان کو 8 ایٹم بم دیئے ہیں جن میں ایک تھرمونیوکلیئر بم بھی شامل ہے۔ اس قسم کی اطلاعات پھیلانے کے لئے ملک دشمن عناصر نے مسلم لیگ کے بعض ناراض ارکان، اسمبلی اور پاکستان سے فکری اختلاف رکھنے والے بعض حکومتی عہدیدار استعمال کئے۔ یہ لوگ سفارتی تقریبات، صحافیوں کی محفلوں اور ایسے اجلاسوں میں بڑے دھڑلے سے ڈس انفارمیشن پھیلا رہے تھے جہاں سے اس کی بات کی گونج دور تک سنائی دینے کا امکان تھا۔ ان لوگوں کی اس ڈس انفارمیشن سے متاثر ہو کر اسلام آباد کے 90 فیصد سفارتکاروں نے اپنے ممالک کو "بم میڈ ان چائنا" کی رپورٹیں بھیج دیں جس سے چین کو کھل کر پاکستانی دھماکے کی مخالفت کرنا پڑی۔

(۱۲) چار بڑے ممالک نے خفیہ پیغامات کے ذریعے پاکستان کو بھرپور مدد کی یقین دہانی کرائی۔ ان میں روس، جاپان، چین اور ایران شامل تھے۔ روس کے پاکستان کی طرف بڑھنے کی وجہ بھارت کی وہ پالیسی تھی جس نے روس کی شکست و ریخت کے بعد یوٹرن لیا اور امریکہ سے جا ملا۔ جاپان مشرق بعید کے چار ٹائیگروں کے خلاف امریکی سازشوں پر یورپ سے ناراض تھا۔ چین امریکہ کے توسیع پسندانہ عزائم کے سامنے بند باندھنے کا خواہاں تھا، جبکہ ایران امریکہ دشمنی میں کھل کر پاکستان کی حمایت کر رہا تھا۔

(۱۳) 26 اور 27 مئی کو ملائیشیا کے مہاتیر محمد نے پابندیوں کی صورت میں پاکستان کو کھانے کے تیل مفت فراہم کرنے کی یقین دہانی کرا دی۔ سعودی عرب اور چند دیگر ممالک نے نقد امداد اور پٹرول دینے کا اعلان کر دیا۔

(۱۴) بیرون ملک موجود بعض [illegible] پاکستانی تاجروں نے ایک امدادی فنڈ حکومت [illegible]

[illegible] کی امداد شامل تھی۔

[illegible] بعض اقتصادی ماہرین نے ایک [illegible] کی شکل میں [illegible] کے خلاف [illegible]

[illegible] کئے ہیں۔

11 مئی سے 28 مئی تک یہ 17 روز [illegible] سازشوں [illegible] کے دن تھے [illegible] کی اطلاع آ جاتی، ہر روز سورج طلوع ہونے کے بعد [illegible] 11 مئی [illegible] پاکستان کی عوام کے کانوں کے [illegible] مسلمانوں کی آنکھوں میں [illegible] یہاں تک کہ 28 مئی کا سورج طلوع ہوا [illegible] تمام ایٹمی طاقت ہونے کا اعلان کر کے [illegible] ثابت کر دیا کہ [illegible] اور [illegible] ملک بھی [illegible] ہے۔

چاغی کارراز (80 سے مئی 98ء تک)

[illegible] آغا شاہی [illegible] ان کی ملاقات سیکرٹری آف سٹیٹ [illegible] امریکی وزیر خارجہ نے آغا شاہی سے پوچھا "کیا آپ ایٹمی دھماکہ کی تیاری کر رہے ہیں؟" ہمارے وزیر خارجہ نے فوراً [illegible] امریکی وزیر خارجہ [illegible] ایک اہم [illegible] اٹھا کر ان کے حوالے کر دیا۔ آغا شاہی [illegible] وضاحت چاہی تو امریکی وزیر خارجہ نے کہا "[illegible] کی تیاریاں کر رہے ہیں۔" آغا شاہی [illegible] پاکستان آ گئے۔

[illegible] چاغی کا انتخاب پاکستان اٹامک انرجی کمیشن کے [illegible] 1980ء [illegible]

[illegible]

کیا جا سکے اور بلوچستان کے بعض ایسے دور افتادہ مقامات میں سے منتخب کی گئی تھی جہاں جوہری دھماکے کئے جا سکتے تھے۔ سائٹ کے انتخاب کے لئے بھیجی جانے والی ٹیم میں منیر احمد (اس وقت چیئرمین اٹامک انرجی کمیشن) ڈاکٹر اشفاق احمد (موجودہ چیئرمین اٹامک ا...) ثمر مبارک مند بھی شامل تھے۔ جب یہ لوگ بلوچستان کے مختلف علاقوں سے ہوتے ہوئے ضلع چاغی میں داخل ہوئے تو انہیں بات کچھ بنتی نظر آئی۔ کیونکہ 50545 مربع کلومیٹر کے اس وسیع علاقے میں صرف 3.7 مربع کلومیٹر پر لوگ آباد تھے۔ زمین سخت اور خشک تھی۔ پانی نہ صرف بہت گہرا تھا بلکہ زمین اور پانی کے درمیان موٹی دھاتی چٹانیں بھی حائل تھیں۔ اس علاقے میں ایک بلند وسیع اور چوڑا پہاڑ بھی تھا۔ ایسا پہاڑ جس میں مٹی کم اور چٹانیں زیادہ تھیں۔ جبکہ صدیوں سے پہاڑ پر گھاس کا ایک تنکا تک نہیں اگا تھا۔ سائنس دانوں کو یہ جگہ بڑی موزوں محسوس ہوئی۔ چنانچہ انہوں نے چاغی کے نقشے کو مارک کر کے مزید تحقیقات شروع کر دیں۔ چند ماہ کی ان کوششوں کے بعد سائنس دانوں کی ٹیم نے دالبندین شہر سے باہر "یک مچ" کے قریب ایک جگہ منتخب کر لی۔ اس جگہ کو "دوستان" (بعض لوگ اسے دوسٹین وزہ بھی کہتے ہیں) کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس مقام سے پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر ایک چھوٹی سی بستی "چھتر" ہے جہاں کبھی کوئی شخص گیا اور نہ ہی آئندہ جانے کا امکان ہے۔ سوم اس کی زمین اتنی سخت ہے کہ ایٹمی دھماکوں کے بعد اس میں لکیریں آنے کے امکانات سرے سے نہیں۔ چہارم دس بیس ہزار سال تک اس زمین کی آباد کاری کا کوئی امکان نہیں تھا (واضح رہے کہ دھماکے کے بعد زمین تین ملین سالوں کے لئے بے کار ہو جاتی اور وہاں کوئی جاندار نہیں [illegible]

سائنس دانوں کے یہ چاروں نکات سائنسی اعتبار سے تو بڑے مضبوط اور ناقابل تردید تھے لیکن ذاتی تحقیق سے کچھ مزید باتیں سامنے آئیں جو یقیناً "دوستان" کے انتخاب میں معاون ثابت ہوئی ہوں گی۔ مثلاً دالبندین کا صحرا افغانستان اور ایران کے

...ف پہنچا جاتا ہے۔ لہذا دوسری طرف سے بھی ادھر لوگوں کی آمد و رفت ناممکن ... چاغی اور دوسرے علاقوں سے دالبندین تک صرف ایک سنگل سڑک ہے۔ اس سڑک پر چوکی قائم کر دی جائے تو غیر ملکیوں کا دوستان تک پہنچنا ممکن ہی ... دوستان پہاڑوں میں گھرا ہوا ایک ایسا علاقہ ہے جسے چند سو گارڈز اس طرح گھیر لیں کہ وہاں واقعتاً چڑیا تک پر نہ مار سکے۔

دھماکے کے لئے کس قسم کی زمین درکار ہوتی ہے؟ میں نے ایک ڈاکٹر ... سے پوچھا۔ "ایسی زمین جو دھماکے کے بعد پھٹے نہ۔ جس کی مٹی فوراً گرم ہو کر تابکاری کے اثرات کو زیر زمین پانی تک نہ پہنچنے دے، جس کا پہاڑ دھماکے ... اندر گرے نہ ٹوٹے وغیرہ وغیرہ" سائنس دان نے دو ٹوک لہجے میں جواب دیا۔

جگہ کے انتخاب کے بعد چھتر میں جدید سہولتوں سے آراستہ ایک ریسٹ ہاؤس ... گیا۔ اسلام آباد سے انجینئروں کی ایک ٹیم دوستان گئی، پہاڑوں کے اندر دو مربع ... علاقہ پسند کیا گیا اور غاروں کی کھدائی شروع کر دی گئی۔ دو قسم کے غار کھودے ... عمودی اور افقی، عمودی غار پہاڑوں کے اندر بنائے گئے، جبکہ افقی ایسے ریگ میدان ... جن کے نیچے مضبوط چٹانیں تھیں۔

84ء تک یہ کام مکمل ہو گیا۔ 86ء میں اس سارے علاقے کو سیز کر دیا گیا۔ ... لوگوں کو اس علاقے میں نہ جانے کی وارننگ دے دی گئی، جبکہ سیکورٹی گارڈز ... کے اندر بھاگنے اور عبور کرنے کی کوشش کرنے والے انسانوں اور ... کو گولی مار دینے کا حکم دے دیا گیا۔ جس پر گاہے بگاہے عمل بھی ہوتا رہا۔ اس ... کے باعث 87ء تک "دوستان" کی یہ پہاڑیاں چاغی کے شہریوں کے لئے ... بن گئیں۔ اس خوف کو بڑھانے کے لئے سائٹ کے گارڈز کا بھی بڑا ... دوستانی آبادی میں طرح طرح کی کہانیاں پھیلاتے رہتے۔ "ادھر زمین میں

ایسا مادہ دفن ہے جس کا سایہ پڑتے ہی انسان خون کی قے کر کے مر جاتا ہے-" ...
پہاڑیوں میں حکومت نے جن باندھ رکھے ہیں جو ادھر آنے والوں کے لئے ...
"وغیرہ وغیرہ 86ء سے 96ء تک اٹامک انرجی کمیشن پاک فوج کے اعلیٰ افسر اور بعض
اداروں کے سینئر اہلکار گاہے بگاہے دوستان جاکر سائٹ کا دورہ کرتے رہے- ان دس
برسوں میں دوبار زلزلے اور ایک بار بارش سے غاروں کو معمولی سا نقصان پہنچا جس
چند روز کی محنت سے تلافی کر دی گئی- 96ء میں جب بھارت میں بی جے پی کی حکومت
قائم ہوئی اور سرحد پار سے ایٹمی دھماکوں کی تیاریوں کی اطلاعات موصول ہونے لگیں
بے نظیر حکومت نے پاکستانی سائنس دانوں کو بھی سگنل دے دیا- جس کے بعد فوری
پر نہ صرف "دوستان" کی سیکورٹی بڑھا دی گئی بلکہ نامور جیالوجسٹ ایم ایچ چغتائی کی
پوسٹنگ ہی چھتر کر دی گئی- جو اپنے عملے کے ساتھ دن رات اٹل پر کام کرتے رہے-
لیکن خوش قسمتی سے 13 روز بعد واجپائی کی حکومت ختم ہو گئی-- جس کے بعد بھارت کی
طرف سے ایٹمی دھماکوں کے خدشات تقریباً ختم ہو گئے- لیکن اٹامک انرجی کمیشن نے
ایم ایچ چغتائی کو وہیں چھتر ہی میں مقیم رہنے کی ہدایت کر دی- چغتائی صاحب نے ...
برس کا یہ عرصہ غاروں کی دیکھ بھال اور داستان امیر حمزہ پڑھتے گزارا-

12 مئی کی صبح سات بجے اٹامک انرجی کمیشن کے ڈائریکٹریٹ آف ٹیکنیکل
ڈویلپمنٹ کے معروف سائنس دان ثمر مبارک مند، سینئر ڈائریکٹرز ڈاکٹر خلیل قریشی،
ڈاکٹر طارق سلجیر، ڈاکٹر منصور بیگ، ڈاکٹر وحید، انجینئرز عرفان برکی، غلام اصغر، غلام
سعید، چوہدری اقبال اور غلام اکبر سو سے زائد ٹیکنیشنوں کے ساتھ دوستان پہنچ گئے-

ان سائنس دانوں نے 17 مئی کی شام تک غاروں میں تمام ضروری آلات
نصب کر دیئے- کنٹرول باکس بنایا، دھماکے کی شدت نوٹ کرنے کے لئے حساس آلات
لگائے، کیمرے نصب کئے، چھوٹے موٹے ٹیسٹ کئے، جب مکمل تسلی ہوئی تو "ٹی

... "کا پیغام اسلام آباد بھیج دیا گیا-

18 مئی کی شام اچانک اسلام آباد اور کوئٹہ کے ائیر پورٹ بند کر دیئے گئے-
... بھارت سرحد پر ایف 16 طیاروں نے پرواز شروع کر دی- ادھر دہلی امرتسر اور
... میں بھارتی طیارے بھی پھڑپھڑانے لگے- خوف اور سنسنی کے اس عالم میں
... آباد ائیرپورٹ سے طیارے اڑے اور ڈیڑھ گھنٹہ بعد کوئٹہ کے ہوائی اڈے پر اترے
... بم بحفاظت وہاں پہنچ چکے تھے- وہاں سے فوجی ٹرکوں کا ایک قافلہ چلا- جس کی
... کے لئے پاک فضائیہ کے طیارے گھنٹوں فضاء میں منڈلاتے رہے-

سائنس دانوں کے مطابق انہوں نے 19 مئی کی سہ پہر تک بم غاروں میں
... کر دیئے، جس کے بعد دھماکے کا آخری مرحلہ شروع ہو گیا- کرنٹ کا بہاؤ دیکھا گیا
... کام کو جوہری سائنس دان "پلگ کرنا" کہتے ہیں- اس کے لئے خصوصی سیمنٹ
... ہوتا ہے- اگلا پورا دن انجینئرز بھرائی کرتے رہے- 20 مئی کی رات خصوصی کوڈ
... کے ذریعے اس کام کی تکمیل کا پیغام دے دیا گیا- اس مرحلے پر دو باتوں کا خیال رکھنا
... ری تھا- اول سائٹ کی کڑی حفاظت، کیونکہ اگر دشمن فضائی حملے کے ذریعے غار تباہ کر
... تو نہ صرف 30 برس کی محنت اکارت چلی جاتی بلکہ تابکاری پھیلنے سے پورا بلوچستان
... ستان بن جاتا- دوم انتظار کرنا کہ "پلگ" خشک ہو کر پہاڑ کا حصہ بن جائے- اس کے
... مزید چار پانچ روز درکار تھے-

20 مئی کو تمام بین الاقوامی نشریاتی اداروں نے "پاکستان 48 گھنٹوں میں دھماکہ
... کا" کی خبر نشر کر دی-- جس سے متاثر ہو کر بھارت نے کنٹرول لائن پر محدود
... باری کی- پاکستانی پوسٹوں پر گولوں، توپوں اور راکٹوں کے حملے شروع ہو گئے-

20 مئی ہی کی رات نامہ نگار کو ایک عسکری ذریعے نے بتایا- "بھارت اس
... سے پاک آرمی کی توجہ دوستان سے ہٹانا چاہتا تھا، تاکہ دہلی ایئر پورٹ پر کھڑے
... طیارے اڑیں اور چاغی پر بمباری شروع کر دیں-" 21 مئی کو وزیر اعظم نے

پاکستان کے مختلف اخبارات کے مدیروں سے ملاقات کے دوران "اگلے جمعہ "کا اشارہ

- 23 مئی کو وزیراعظم نے غیر ملکی نامہ نگاروں کی پریس کانفرنس بلائی جسے سی این

نے براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا- اس پریس کانفرنس کے بارے میں بعض حکومتی ذرائع

نے دعوی کیا "وزیراعظم دھماکوں کا اعلان کرنے والے تھے لیکن دوستان سے سائنس

دانوں نے اطلاع دی کہ پلگ ابھی پوری طرح تیار نہیں ہوا- لہذا نواز شریف نے صحافیوں

کو متبادل تقریر سنا کر فارغ کر دیا"

26 مئی کی شام سی این این' بی بی سی اور اے ایف پی نے امریکی سی آئی اے

رپورٹوں کی روشنی میں پاکستان کی مکمل تیاریوں کی خبر نشر کر دی' جس کے بعد دنیا کی

نبضیں رک گئیں اور چاغی جیسا دور افتادہ بے آب و گیاہ اور غیر معروف علاقہ 6 ارب

لوگوں کی توجہ کا مرکز بن گیا- اس روز دنیا کا ہر شخص دل کی دھڑکن کے ساتھ ٹک ٹک

آواز سن رہا تھا-

چاغی ----ایک نظر میں

پاکستان کی ایٹمی دھماکوں کی وجہ سے چاغی جہاں بین الاقوامی میڈیا کی توجہ کا

مرکز بن گیا' وہاں یہ شہر امت مسلمہ کے لئے فخر اور سربلندی کی علامات اختیار کر گیا-

چاغی کے حوالے سے کچھ معلومات قارئین کی نذر ہیں:

(1) رقبے کے لحاظ سے یہ پاکستان کا سب سے بڑا ضلع ہے- اس کی سرحدیں ایران اور افغانستان میں ہیں- اس کا کل رقبہ 50545 مربع کلو میٹر ہے-

(2) چاغی کی آبادی (1995) میں ایک لاکھ 86 ہزار 4 سو 54 (186454) تھی

(3) صرف 3.7 مربع کلو میٹر علاقے پر لوگ آباد ہیں-

(4) یہاں موسم گرمیوں میں خشک گرم اور سردیوں میں خشک سرد رہتا ہے-

(5) رجسٹرڈ ووٹوں کی تعداد ایک لاکھ کے قریب ہے-

(6) چاغی میں تین بڑی قومیں آباد ہیں- جن میں بلوچ' پشتون اور براہوی شامل ہیں-

(7) ...لوگ بلوچی' براہوی اور پشتو زبانیں بولتے ہیں-

(8) کثرت تجارت پیشہ لوگوں کی ہے- اس سلسلے میں لوگ ایران اور افغانستان سے سامان لاتے اور لے جاتے ہیں-

(9) چاغی قدرتی ذخائر سے مالا مال ہے- سونا' چاندی' تانبا' سلفیورک ایسڈ اور ماربل کے بے پناہ ذخائر ہیں-

(10) گندم' آلو' پیاز اور تربوز کی پیداوار کثرت سے ہوتی ہے-

(11) ضلع کے اہم علاقوں میں نوشکی' دالبندین' تفتان اور سینڈک شامل ہیں- ہیڈ کوارٹر نوشکی میں ہے-

(12) ضلع میں دو ائیرپورٹ ہیں- ریلوے لائن کی لمبائی 526 کلو میٹر ہے جو ایرانی سرحد تک جاتی ہے-

(13) سڑکوں کی لمبائی 605 کلو میٹر ہے-

(14) چاغی میں بلوچ اور براہوی قبائل کی جو شاخیں آباد ہیں ان میں مینگل' نوتیزئی' سنجرانی' جمالدینی' بالادینی اور محمد حسنی شامل ہیں-

(15) سب سے بڑی صنعت سینڈک میں تانبے اور سونے کا منصوبہ ہے جو چین کے تعاون سے کام کر رہا ہے- پیداوار کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ آئندہ دس سال میں سینڈک منصوبے سے اتنی آمدنی ہوگی کہ پاکستان اپنے تمام غیر ملکی قرضے ادا کر سکے گا-

(16) چاغی کے لوگ روایت پسند ہیں- قبائلی رسم و رواج کے شدت سے پابند ہیں- دیندار اور مذہبی ہیں- اس لئے یہاں سے جمعیت علمائے اسلام نے دو مرتبہ قومی اسمبلی کی نشست جیتی ہے-

(بشکریہ) ماہنامہ الخیر (ملتان)

دار الافتاء

مفتی غلام الرحمٰن

مسجد کے دوکانوں کی چھت پر نماز پڑھنا-

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان عظام اس مسئلے کے بارے میں-

ایک مسجد ہے جس کی سیدھی طرف دکانیں ہیں اور ان دکانوں کے اوپر امام مسجد و مؤذن کا حجرہ ہے-اس کے اوپر مسجد اور حجرہ کی ایک چھت ہے--یعنی دکانوں کی چھت حجرہ اور مسجد کی چھت ایک ہے-سوال یہ ہے کہ اگرچہ مسجد و حجرہ کی چھت میں فاصلہ نہیں بلکہ ایک ہے تو اس چھت کے اس حصے جو کہ حجرہ کے اوپر ہے میں نماز ادائیگی کا کیا حکم ہے-یہ حجرہ والی چھت مسجد کا حصہ ہے-اس حصے پر کھڑے ہو کر

پڑھنے والوں کو جماعت اور مسجد کا ثواب ملے گا یا نہیں-نیز اب اس چھت کے اوپر ایک اور چھت ڈالی جارہی ہے جو کہ مکمل ایک چھت کی صورت میں ہے-اس دوسری منزل کا کیا حکم ہے-آیا مسجد اور حجرے والے حصے کو الگ الگ شمار کیا جائے یا نہیں-دوسری منزل میں حجرے والے حصے پر نماز ادا کی جائے کہ نہیں-نیز حجرے والے حصے کو مسجد کا حکم دیا جائے گا یا نہیں-

المستفتی قاری- محمد حفیظ الرحمٰن

جامع مسجد حنفیہ شیر شاہ کراچی

...

...و باللہ التوفیق

...مسجد کے مفادات کے لئے وقف ہوں اور ظاہر ہے کہ امام صاحب کا کمرہ ...ضروریات کا ایک حصہ ہے--اسی صورت میں اس کمرے کے اوپر مسجد کی ...جو چھت ڈالی جائے وہ بھی مسجد کے حکم میں رہے گی-اس جگہ پر ...والے کا حکم مسجد شرعی میں نماز پڑھنے والے کی طرح ہے- والدلیل علی ...ما قال ابن عابدین – ظاہر ہ انہ لا فرق بین ان یکون البیت ...اولا الا انہ یؤخذ من التعلیل ان محل عدم کونہ مسجداً فیما اذا ...وقفاً علی مصالح المسجد وبہ صرح فی الاسعاف فقال واذا کان ...او العلو لمصالح المسجد او کانا وقفا علیہ صار مسجداً(ج ٤/٤٠٦:)

...یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی گھر کا مسجد کے نیچے بن جانا خواہ مسجد کے لئے ہو یا ...دونوں صورتوں میں مسجد نہیں رہے گی لیکن علت بیان کرنے سے اندازہ ہوتا ہے ...جب یہ گھر مسجد کے مفادات کیلئے نہ ہو- چنانچہ جب تہہ خانہ یا بالاخانہ ...کیلئے ہو اور یہ مسجد کیلئے وقف ہو تو اس کے اوپر نیچے مسجد رہے گی-

واللہ اعلم

اخبار الجامعہ

جامعہ کے ماہنامہ تعلیمی میٹنگ کی کارگزاری

میٹنگ کا افتتاح حضرت مفتی صاحب کی سرپرستی میں قرآن پاک کی تلاوت سے
ازاں اساتذہ کرام نے جامعہ کے ماہنامہ تعلیمی جائزہ کے نتیجہ میں 50 فیصد سے کم
لینے والے راسب (ناکام) طلبہ کی ناکامی کے اسباب اور آئندہ کیلئے نتائج بہتر بنا
وخوض کیا۔

واضح رہے کہ اس تعلیمی جائزے کے ساتھ جامعہ کے تین جائزے مکمل ہو گئے
کے بعد چہار نیم ماہی امتحان لیا جائے گا۔ جو ابتداء سال سے لیکر چوتھے مہینے کے
کے پڑھے اسباق میں لیا جاتا ہے۔

یوم سرپرستان کے موقع پر تینوں جائزوں اور چہار نیم ماہی امتحان میں اول دوم
پوزیشن حاصل کرنے والوں کو انعامات دیئے جاتے ہیں۔

میٹنگ میں اساتذہ کرام کے مشورہ سے جامعہ کا چہار نیم ماہی امتحان بتاریخ 24،
23 اور 26 جون کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی امتحان سے دو دن قبل
تیاری کیلئے پڑھائی بند کرنے کا فیصلہ بھی کیا گیا۔ جامعہ میں چھٹیوں کی ترتیب
طرح ہے کہ سالانہ چھٹیوں کے علاوہ سال میں دو مرتبہ (بقر عید' چہار نیم ماہی
کے بعد) چھٹیاں کی جاتی ہیں۔ تو حسب معمول چہار نیم ماہی امتحان کے بعد 27
سے لیکر 9 جولائی تک چھٹی کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ جس میں جامعہ بند رہے گا۔
دارالافتاء اور دفتر العصر کھلا رہے گا۔